بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBTES

Sunday, January 18, 1987

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at ten of the clock in the morning with Mr. Chairman (Mr. Ghulam Ishaq Khan) in the Chair.

RECITATION FROM THE HOLY QUR'AN

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ
مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا فَاِنْ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا
عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ فَاِنْ فَآءَتْ
فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ
۝٩ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ
لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝١٠

(سورہ الحجرات آیت ۹ تا ۱۰)

(ترجمہ: اور اگر مومنوں میں سے کوئی دو فریق آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دو، اور اگر ایک فریق دوسرے پر زیادتی کرے تو زیادتی کرنے والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ خدا کے حکم کی طرف رجوع لائے پس جب وہ رجوع لائے تو دونوں فریق میں مساوات کے ساتھ صلح کرا دو اور انصاف سے کام لو کہ خدا انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کرا دیا کرو اور خدا سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحمت کی جائے۔)

جناب چیئرمین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBTES

Sunday, January 18, 1987

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at ten of the clock in the morning with Mr. Chairman (Mr. Ghulam Ishaq Khan) in the Chair.

RECITATION FROM THE HOLY QUR'AN

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَإِنْ طَائِفَتَانِ
مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا
عَلَى الْأُخْرَىٰ فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّىٰ تَفِيءَ إِلَىٰ أَمْرِ اللَّهِ فَإِنْ فَاءَتْ
فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ
9 إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ
لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ 10

(سورہ الحجرات آیت 9 تا 10)

(ترجمہ: اور اگر مومنوں میں سے کوئی دو فریق آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دو، اور اگر ایک فریق دوسرے پر زیادتی کرے تو زیادتی کرنے والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ خدا کے حکم کی طرف رجوع لائے پس جب وہ رجوع لائے تو دونوں فریق میں مساوات کے ساتھ صلح کرا دو اور انصاف سے کام لو کہ خدا انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کرا دیا کرو اور خدا سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحمت کی جائے۔)

جناب چیئرمین: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

OBITUARY REFERENCE

Mr. Ahmad Mian Soomro : Sir, Mr. Fazil Rahu who has yesterday been murdered was a great political leader and this House may pass a resolution of condolence and pray for his soul.

Mr. Chairman: Any one supports it ?

Mr. Zain Noorani: I support the proposal moved by honourable Senator Mr. Ahmed Mian Soomro on behalf of the Government. Fazil Rahu was well known, a popular public leader and during the time of our both being in Jail during the days of Mr. Zulfiqar Ali Bhutto I found him to be a perfect gentleman who said that his main fight was for restoration of true democracy in this country and not for the sham that was going on in those days. I think Fazil Rahu was a patriot and we should all associate ourselves in mourning his death.

Mr. Chairman : Any one else ?

(Pause)

Mr. Chairman : Personally I would like to associate also with the feelings expressed by the two honourable members. Let us pray for the departed soul and we would in due course convey our condolences also to the berieved family.

(at this stage the House prayed for the departed soul of Mr. Fazil Rahu).

Mr. Ahmad Mian Soomro : Thank you Sir.

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین : سردار یار محمد صاحب نے چند ذاتی وجوہ کی بنا پر ایوان سے ۱۷ جنوری تک رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : جناب عبدالمجید قاضی صاحب ذاتی وجوہ کی بنا پر وہ ایوان میں ۶ تا ۱۲ جنوری ۱۹۸۷ء شرکت نہ کر سکے، لہٰذا انہوں نے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : جناب اختر نواز خان نے اپنی بیماری کی بنا پر ایوان سے ۱۵ جنوری ۱۹۸۷ء میں شرکت نہ کرنے پر رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : جناب ارباب نور محمد خان نے ایوان سے اپنی ذاتی مصروفیات کی بنا پر ۸ جنوری تا ۱۲ جنوری ۱۹۸۷ء شرکت نہ کرنے پر رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : جناب مولانا سمیع الحق صاحب نے مجھے ابھی ابھی ٹیلیفون پر اطلاع دی ہے کہ وہ بیمار ہیں ۱۰۲ یا ۱۰۳ درجے ٹمپریچر ہے اور وہ ایوان میں آج حاضری نہیں دے سکیں گے۔ ان کی رخصت میرا خیال ہے منظور کر لیجئے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : کئی ایک وزراء کراچی میں وزیر اعظم کے ساتھ ہیں اور انہوں نے اطلاع بھیجی ہے کہ وہ اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔ ایک تو محمد اسلم خان خٹک صاحب ہیں اور دوسرے جناب حنیف طیب صاحب ہیں۔

مولانا کوثر نیازی : جناب چیئرمین! بریگیڈیئر عبدالقیوم صاحب مجھے کل لاہور میں ملے تھے اور انہوں نے یہ درخواست کی ہے کہ ۱۸ تا ۲۱ تاریخ تک ....

جناب چیئرمین : ان کی تو پچھلے دنوں رخصت کی درخواست منظور ہو گئی ہے۔

مولانا کوثر نیازی: وہ ۱۵ تک تھی اس کے بعد ۱۲ تک چاہیئے۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں اگر آپ لکھ کر بھیج دیں لیکن جہاں تک ایوان کا تعلق ہے میرے خیال میں کسی کو اعتراض نہیں ہو گا؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: پریولیج موشنز۔ پہلی ہے جناب جاوید جبار صاحب کی۔ ایک اطلاع اور بھی میں آپ کو دے دوں کہ وزیر انصاف صاحب لاہور میں تھے موسم کی خرابی کی وجہ سے ان کا جہاز جو سات بجے چلنا تھا وہ نہ چل سکا۔ انہوں نے ٹیلیفون پر اطلاع دی ہے وہ غالباً ساڑھے بارہ یا ایک بجے تک پہنچ سکیں گے میرے خیال سے گیارہ کے قریب جہاز چلتا ہے۔ تو یہ بھی اطلاعاً عرض ہے۔ جناب جاوید جبار صاحب۔

PRIVILEGE MOTIONS

(i) *RE* : STATEMENT OF THE PRESIDENT ABOUT THE WESTERN DEMOCRACY

Mr. Javed Jabbbar : Mr. Chairman, I ask for leave to move that the privilege of this House as part of the Federal parliament has been breached by the statement published in the newspapers on November 11, 1986 attributed to the President of Pakistan whose office is a constitutional part of parliament itself to the effect that an obsession with Western democracy pervades Pakistan. Such a statement with its explicitly negative connotations and by the use of the term 'obsessed' casts aspersions on the indigenous character of the present parliament sowing seeds of doubt in the public mind about the democratic process which has been resumed after a suspension of over eight years, a suspension for which the person making the statement is himself at least partially responsible. This is not the first such statement by which the present Head of State has sought to discredit the very process of which he is himself a part. If at all he wishes to express his doubts on such an issue the propet forum would have been an address to a joint session of parliament. The notable aspect of such a statement that damages public perception of the present parliament is the fact that the present Head of State is also simultaneously the Chief of Staff of the Pakistan Army which is itself an institution modelled almost

entirely on Western lines and conventions yet the Head of State cirticises only democracy in Pakistan for being allegedly Western while he holds an office in an institution that is based on Western precepts. I move that this attempt to disparage democratic institutions be referred to the Privileges Committee.

Mr. Zain Noorani : Opposed, Sir.

Sir, since the Minister for Justice and Parliamentary Affairs, as already stated, has not been able to reach in time, it may be put off to the next sitting when the Minister for Justice and Parliamentary Afairs is present.

Mr. Chairman : The Suggestion is that we may defer it till such time that the Minister for Justice & Parliamentary Affairs, who is unavoidably absent right now, is present in the House.

Mr. Javed Jabbbar : Sir, I will be guided by your advice.

Mr. Chairman : I think it will be better. In that case we will be able to do justice to the matter. So we will take it up when the Minister for Justice and Parliamentary Affairs comes in the House.

Next. Mr. Ahmed Mian Soomro.

This also pertains to the Minister for Justice and Parliamentary Affairs. So it may also be deferred.

Mr. Ahmad Mian Soomro : In the meantime, Sir, your honour must have called for the record because last time you wanted to satisfy yourself as to what exactly was the assurance given.

Mr. Chairman : That is right. That we have done.

Next Maulana Kausar Niazi Sahib.

(ii) *RE* : FAILURE OF THE GOVT. TO HOLD A JOINT SITTING TO DISCUSS THE FOREIGN POLICY

جناب چیئرمین : جناب مولانا کوثر نیازی صاحب ۔

مولانا کوثر نیازی : جناب والا! میری تحریک استحقاق کا متن یہ ہے کہ گذشتہ سیشن میں میری ایک تحریک التوا پر وزیر مملکت برائے امور خارجہ جناب زین نورانی نے یہ یقین دہانی کرائی تھی کہ حکومت عنقریب دونوں ایوانوں کا مشترکہ اجلاس بلا کر ملکی خارجہ پالیسی پر بحث کرائے گی۔ ان کے اس اعلان کو تقریباً چار ماہ ہو گئے ہیں لیکن ابھی تک کوئی ایسا اجلاس نہیں بلایا گیا۔ اس طرح ایسے وقت میں جب کہ افغانستان کے مسئلے کے حل کے لئے روس اور کابل کی طرف سے بعض اہم اعلانات کئے گئے ہیں۔ حکومت منتخب نمائندوں کو اعتماد میں لینے سے گریز کر رہی ہے جس سے پارلیمنٹ کے مقام اور حیثیت سے ملک اور بیرون ملک میں طرح طرح کی چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔ اس سے ایوان کا وقار خطرے میں ہے لہٰذا میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایوان میں اس پر غور کیا جائے۔

جناب چیئرمین : جناب زین نورانی صاحب۔

Mr. Zain Noorani : May I request you to read out the assurance given by me or kindly give me a copy of the transcript of my assurance on which the honourable Senator is relying.

Mr. Chairman : It means that you are opposing the motion ?

Mr. Zain Noorani : Yes, of course, I am opposing the motion.

Mr. Chairman : I think then Maulana Sahib you can explain.

مولانا کوثر نیازی : جناب چیئرمین ! یہ صحیح ہے کہ آئین میں کہیں بھی ان لفظوں میں یہ نہیں لکھا ہوا ہے کہ ملک کی خارجہ پالیسی پارلیمنٹ بنائے گی۔ لیکن پارلیمنٹری گورنمنٹ میں یقیناً یہ بات مسلمہ طور پر دنیا کے ہر ملک میں قبول کی جاتی ہے کہ ملک کی خارجہ پالیسی ہمیشہ پارلیمنٹ ہی مرتب کرتی ہے اور اس کی آراء اور اس کی پیش کی ہوئی تجاویز کی روشنی میں کیبنٹ اسے ترتیب دیتی ہے ......

جناب چیئرمین : میرے خیال میں جو مسئلہ آپ التوا کے لئے زیر بحث لانا چاہتے ہیں اس میں ...

مولانا کوثر نیازی : جی میں اسی پر آ رہا ہوں۔ لیکن یہاں صورت حال یہ ہے کہ افغان مسئلہ جو پچھلے کئی سالوں سے پاکستان کے لئے دردسر بنا ہوا ہے اس کے حل کے لئے خاصی اہم پیشرفت ہو رہی ہے امریکی اور روسی زعماء دارالحکومت میں موجود ہیں لیکن حکومت اس سلسلے میں پارلیمنٹ کو اعتماد میں لینے سے گریز کر رہی ہے۔ جناب زین نورانی صاحب نے میری ایک تحریک التوا کا جواب دیتے ہوئے جو بھارت کے کسی معاملے کے بارے میں تھی یہ یقین دلایا تھا کہ وہ بہت جلد ایک پارلیمنٹ کا جوائنٹ سیشن بلوا رہے ہیں اور اس میں یہ اور اس طرح کے سارے مسائل جو خارجہ پالیسی کے متعلق ہیں زیر بحث آجائیں گے۔ لیکن چار مہینے کے بعد آج تک پارلیمنٹ کا کوئی اجلاس نہیں کیا گیا۔ کبھی کبھی ہم بعض وزراء کے بیانات اخبارات میں پڑھ لیتے ہیں کہ پارلیمنٹ کا اجلاس بلایا جائے گا لیکن جب یہ سارے مرحلے طے ہو گئے تو بعد میں پارلیمنٹ کے سامنے اس مسئلے کو لانے سے کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ اس وقت ہی پارلیمنٹ اس پوزیشن میں ہے کہ وہ حکومت کو گائیڈ کر سکے اور اس کو مشورہ دے سکے اس لئے میں جناب زین نورانی سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ ٹیکنیکل گراونڈز کا سہارا لئے بغیر اس ایوان کو یہ مطلع کریں اور اس ایوان کو یہ یقین دلائیں کہ وہ کب تک یہ سیشن بلانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

جناب چیئرمین : جہاں تک استحقاق یا اس کے مجروح ہونے سے متعلق رولز کا تعلق ہے وہ یہ کہتے ہیں۔

If the question raised is based on a document, the notice shall be accompanied by that document.

اور زین نورانی صاحب نے یہی ارشاد فرمایا کہ اگر اس طرح کی کوئی ایشورنس میں نے دی ہے تو اس کی کاپی یا تو سیکرٹریٹ میرے حوالے کر دے اور میں عرض کر دوں کہ وہ ہمیں نہیں ملی۔ اگر آپ خود اسے تلاش کر کے جناب زین نورانی کے حوالے کریں گے تو جب وہ جواب دے سکیں گے۔

مولانا کوثر نیازی : جناب انہوں نے یہاں سینٹ میں یقین دہانی کرائی تھی اور اس کا متن آپ ہی کے پاس ہو سکتا ہے میرے پاس تو کوئی ڈاکومنٹ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین : ہم نے بہتیری کوشش کی لیکن اس میں چونکہ کوئی خاص تاریخ یا سیاق وسباق کا ذکر نہیں ہے تو ہمیں وہ نہیں مل سکا۔ آج سویرے بھی میں نے اسی کو چیک کیا تو مجھے سیکرٹریٹ نے بتایا کہ وہ ان کو نہیں مل سکا کہ کس ضمن میں یہ بات ہوئی تھی۔ کیونکہ استحقاق کے مجروح ہونے کا جواز اسی وقت ہی ہو سکتا ہے کہ ہم اس کو کنسیڈر کریں کہ اگر ثابت ہو جائے کہ اس طرح کا کوئی ایشورنس دیا گیا تھا۔

مولانا کوثر نیازی : وہ جناب زین نورانی صاحب بتا سکیں گے۔

جناب چیئرمین : وہ تو کہتے ہیں کہ میرے پاس نہیں ہے۔

مولانا کوثر نیازی : میں خود آؤں گا آپ کے آفس میں، خود آکر یہ ریکارڈ ڈھونڈوں گا۔

جناب چیئرمین : خالی آپ حوالہ دے دیں کہ کس تاریخ کو کس ضمن میں کس سیاق وسباق میں یہ بات ہوئی تھی ہم خود ہی تلاش کر لیں گے۔

Mr. Zain Noorani : Sir, if I may be permitted to say something.

Mr. Chairman : Yes.

Mr. Zain Noorani : Sir, there are two diferent issues according to what the honourable Senator has said. One is the appropriateness of having a session either of the Senate and separately of the Senate and the House or a joint sitting to discuss the foreign policy that is a different matter altogether and I am not disputing the importance of that. The second is, whether a breach of privilege has taken place and for the purposes of ascertaining whether a breach of privilege has taken place it will all depend on what was it that I said on the day to which the honourable Senator is referring and as you have so rightly said unless we know the date and can go over the transcript to see what was it that I said which has caused so much pain to the honourable Senator, how can I answer it ?

مولانا کوثر نیازی : جناب والا! پھر میں یہی عرض کرتا ہوں کہ میں خود آؤں گا آپ کے سیکرٹریٹ میں۔ اب میں اپنی تحریک التوا کا کوئی ریکارڈ تو نہیں رکھتا۔ آپ کے ہاں سے میں دیکھ کر بتاؤں گا کہ کون سی ڈیٹ تھی اور کون سی تاریخ پر تھی۔

Mr. Zain Noorani : I think it can be put off, it can be postponed till such time.

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے پھر اس کو ڈیفر کرتے ہیں آپ جو صحیح حوالہ ہے وہ ہمیں دے دیں یا آپ خود تلاش کر لیں تو پھر اس کو دوبارہ لیا جائے گا۔

مولانا کوثر نیازی : ویسے ہاؤس کے اور اراکین کو بھی یہ بات یاد ہوگی۔

جناب چیئرمین : اصل میں وہ سیاق وسباق کی بات ہوتی ہے کہ کس حوالے سے یہ بات کی گئی تھی اور کن ٹرمز میں کی گئی تھی زیادہ اہمیت ان چیزوں کی ہے۔

مولانا کوثر نیازی : جناب نورانی صاحب تو بڑے پارلیمنٹیرین ہیں وہ فوراً بتایا کرتے ہیں کہ انشاء اللہ اگلے مہینے ہم اجلاس بلا رہے ہیں، آج وہ اوائیڈ کر رہے ہیں۔ کچھ دال میں کالا لگتا ہے۔

جناب زین نورانی : نہیں جناب اس لئے کہ میں نے کوئی بریچ آف پریویلیج کیا نہیں ہے۔ جہاں تک مجھے یاد ہے۔ لیکن میں کوئی اور بیان دوں اس ایوان میں جس کے نتیجے میں اور ایک تحریک استحقاق آجائے۔ اس سے پہلے میں ایک مرتبہ اسے پڑھ لینا چاہتا ہوں کہ میں نے کیا کہا تھا۔

قاضی عبداللطیف : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین : جی فرمائیے۔

قاضی عبداللطیف : اسی ضمن میں میں بھی گزارش کروں گا کہ ۲۹ نومبر کو میں نے ایک تحریک التوا گورباچوف کے بیان پر دی تھی۔ اگر ایسی اہم تحریکات کو بھی اسی طریقے سے نمبروار لیا جائے اور تاریخ کے مطابق لایا جائے تو اس کی افادیت ہی ختم ہو جاتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ واقعتاً خارجہ پالیسی سے اپنے آپ کو چھڑانا چاہتے ہیں تاکہ اس پر یہاں بحث ہی نہ ہو۔ نورانی صاحب نے مجھے یہ فرمایا تھا کہ غالباً ۷ تاریخ کو پہلے ہی دن وہ تحریک التوا آئے گی لیکن آج ۱۸ تاریخ ہو رہی ہے اور اس کو ابھی تک معرض التوا میں رکھا گیا ہے۔ یہ ایسی چیز ہے جس کا تعلق امور خارجہ ہی سے تھا لیکن آج تک جو تبدیلیاں آرہی ہیں اور دن بدن گھنٹوں میں آرہی ہیں۔ ان کو درخور اعتنا نہیں سمجھا گیا تو

[Qazi Abdul Latif]

میرا خیال ہے کہ یہ ہمارے ساتھ بڑی زیادتی ہے۔

جناب چیئرمین : قاضی صاحب تحریک التوا کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ معاملہ اس نوعیت اور اہمیت کا ہے کہ باقی جو معمول کی کارروائی ہے وہ سب ختم کر کے اس التوا کی تحریک پر بحث کی جائے۔ ہر ممبر جو التوا کی تحریک دیتا ہے اس کے نقطۂ نظر سے وہ سب ہی اس اہمیت کی حامل ہوتی ہیں۔ جہاں تک آپ نے فرمایا تھا مجھے خود یاد ہے جناب زین نورانی نے مجھے بھی کہا تھا کہ اگر یہ تحریک پہلے آجائے تو بہتر ہوگا۔ ہم نے رولز پھر دیکھ لیئے پھر کچھ دوسرے ممبران سے بھی رابطہ کیا۔ ہر ایک نے کہا جناب میری تحریک بھی اتنی ہی اہم ہے جتنی جناب قاضی صاحب کی ہے۔ جہاں تک رولز اینڈ ریگولیشنز کا تعلق ہے ہم حتی الامکان ان کی پیروی کرنا چاہتے ہیں۔ باقی ایوان کو اختیار ہے کہ وہ کسی تحریک پہلے لانا چاہتے یا بعد میں۔ آپ ایوان سے درخواست کر لیں۔

قاضی عبداللطیف : جناب والا میرا مقصد یہ نہیں ہے کہ ان کی اہمیت نہیں ہے۔ سوال یہ ہے کہ واقعات اور وقت کے لحاظ سے، جب کہ ہر گھنٹے میں حالات تبدیل ہو رہے ہیں، سیکرٹریٹ کو چاہیئے تھا کہ وہ اس کو پہلے لاتے اور اس کو موقع دیا جاتا۔

جناب چیئرمین : جہاں تک قواعد کا تعلق ہے ہم اسی کے مطابق یہ کارروائی جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اگلی ہے مولانا سمیع الحق صاحب کی۔ وہ تو آج اجلاس میں شریک ہی نہیں ہو سکے۔ اس کو بھی ملتوی کرنا پڑے گا۔ ایک اور ہے جناب ملک فرید اللہ خان کی۔

ملک فرید اللہ خان : جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین : جی فرمائیے۔

(iii) *RE* : STATEMENT BY CHIEF MINISTER SIND ABOUT IMPOSING TAX ON NEW ENTRANTS IN KARACHI

ملک فرید اللہ خان : روزنامہ "جنگ" راولپنڈی کی اشاعت بتاریخ ۱۵ جنوری ۱۹۸۷ء کے مطابق سندھ کے وزیر اعلیٰ سید غوث علی شاہ نے بیان

جاری کیا ہے جس میں انہوں نے کراچی کے حالیہ واقعات کی ذمہ دار کراچی کی گنجان آبادی کو ٹھہرایا ہے۔ اس بیان میں انہوں نے کہا ہے کہ بڑھتی ہوئی آبادی کو روکنے کی کوشش کروں گا۔ جو لوگ تیس چالیس سال سے رہ رہے ہیں انہیں یہاں رہنے کا حق حاصل ہے اور نوواردوں پر ٹیکس لگانے کے بارے میں سوچا جا رہا ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ شہریوں کے درجات اور قسمیں بنائی جائیں گی۔ ایک ملک میں شہریوں کے درجے اور قسمیں بنانا، شہریوں پر امتیازی ٹیکس عائد کرنا یا ان کی نقل و حرکت پر پابندی عائد کرنا، آئین پاکستان کی کھلی خلاف ورزی ہے۔ آئین میں ملک کے تمام شہریوں کو بلا امتیاز مذہب، ملک کے کسی حصہ میں بھی رہائش پذیر ہونے اور کاروبار کرنے کی ضمانت دی گئی ہے۔ وزیر اعلیٰ سندھ کے اس بیان سے آئین کی خلاف ورزی ہوئی ہے۔ جس سے ممبران سینٹ کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ معزز ایوان اس پر غور فرمائے۔

Mr. Chairman : Is any of the honourable Ministers in a position to respond or should we postpone this too till the Minister for Justice is present.

اس کو بھی ڈیفر کریں گے۔ ایڈجرنمنٹ موشنز۔ جناب پروفیسر خورشید صاحب! تحریک التوا نمبر ۹ مورخہ ۲۰، اکتوبر۔

پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ....

مولانا کوثر نیازی: جناب والا! پروفیسر صاحب کا مجھے بہت احترام ہے لیکن میرا آٹھواں نمبر پہلے سے آپ کے پاس موجود ہے۔

جناب چیئرمین: کیا وہ ہے آج کی لسٹ پر ہے؟

مولانا کوثر نیازی: میں اپنی باری پروفیسر صاحب کو خوشی سے دے رہا ہوں۔ لیکن یہ ہے کہ اصولاً وہ آٹھواں نمبر پہلے آنا چاہیے تھا۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں زین نورانی صاحب نے ایک دن یہ کہا تھا کہ وہ اس دن نہیں ہوں گے۔ اس لئے وہ آج موجود ہیں اس کو لیا جا سکتا ہے۔

مولانا کوثر نیازی: آج اوائیڈ کرنے کے موڈ میں ہیں وہ۔

جناب زین نورانی: نہیں سر۔ میں اس وقت جواب دینے کے موڈ میں ہوں۔

جناب چیئرمین: صحیح ہے۔ جناب پروفیسر صاحب۔

ADJOURNMENT MOTIONS

(i) *RE* : FAILURE OF THE ADMINISTRATION TO SAVE TWO DRAWING PERSONS IN THE SWAN REVER

پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں اسلام آباد اور راولپنڈی کی انتظامیہ کی بدانتظامی اور بے حسی کے متعلق تحریک التوا پیش کرتا ہوں کہ ۱۲ر اکتوبر کو دریائے سواں میں دو افراد سات گھنٹوں تک موت و زیست کی کشمکش میں مبتلا رہے اور انتظامیہ نے انہیں بچانے کی کوشش نہ کی۔ اس لئے سینٹ کی معمول کی کارروائی روک کر اس اہم مسئلہ پر بحث کی جائے۔

Mr. Chairman : Is it being opposed ?

Mr. Zain Noorani : It is opposed but the Minister Incharge is not here.

Mr. Chairman : who is the Minister Incharge ?

Mr. Ahmad Mian Soomro : Sir, sometime they say that it is the joint responsibility and sometime they say that the Minister Incharge is not here. Let them take one line at least.

Malik Nasim Ahmed Aheer (Minister for Education) : Sir, I would request that since the Minister for Interior is not here, you may kindly adjourn this motion too because as in the case of the first privilege motion Sir, the Minister for Jutice is not here so that has been postponed. Sir, it can also be postponed being very important matter. I think, Prof. Khurshid Ahmed Sahib would like to hear the Minister for Interior on this matter because we do not have any brief at the moment.

پروفیسر خورشید احمد: مجھے اس میں تو کوئی اعتراض نہیں اس لئے کہ ۱۲ر اکتوبر سے میں انتظار کر رہا ہوں، دراصل تحریک التوا کا جو فلسفہ ہے

وہ ہے ہی یہ کہ ایوان بالعموم ہمیشہ in Session ہوگا اور جیسے ہی کوئی اہم ڈیولپمنٹ ہوتی ہے اس پر بات ہونی چاہیئے، ہمارے ہاں یہ ہوتا ہے کہ یعنی جو یہ آٹھواں ہمارا سیشن ہو رہا ہے یہ تقریباً ڈھائی ماہ کے بعد ہو رہا ہے، ہمیں توقع تھی کہ جب ستمبر میں ہم لوگ disperse ہوئے تھے تو اکتوبر میں ہم ملیں گے، اکتوبر میں نہیں مل سکے، نومبر میں نہیں ملے، دسمبر میں نہیں ملے، جنوری میں سیشن شروع ہوا، اس لئے بہت سے ایسے مسائل جن کو بروقت لینا چاہیئے تھا نہیں لئے جا سکے، اس لئے جہاں تین مہینے انتظار کیا اور ایک دن کر لیں گے۔

مولانا کوثر نیازی : جناب بچارے وزراء پر بہت بوجھ ہے تو اگر جواب دینے کے لئے پارلیمانی سیکرٹری یہ مقرر کر لیں تو شاید مسئلہ حل ہو جائے۔

جناب چیئرمین : اس سے میرے خیال میں سینٹ کا استحقاق مجروح ہو جائے گا، سینٹ میں ہم پارلیمانی سیکرٹری کی روایت نہیں قائم کرنا چاہتے۔

ملک نسیم احمد آہیر : اگر جناب مولانا یہ روایت قبول کرنے کو تیار ہیں تو ہمیں تو خوشی ہوگی۔

جناب چیئرمین : سینٹ میں ہم پارلیمانی سیکرٹریز کی روایت کو قبول نہیں کرتے سردست، اس میں مشترکہ ذمہ داری کا مسئلہ اپنی جگہ پر بالکل صحیح ہے لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک وزیر جو کسی دوسرے کے لئے سٹینڈ کرتا ہو اس کو proper briefing ہو، چونکہ یہ suddenly سب وزیروں کو کراچی کے واقعات کی اہمیت کے پیش نظر جانا پڑا۔ تو وہ بدقسمتی سے ایوان میں موجود نہ رہے اور نہ ان کو بریف کر سکے کہ چیز کیا آ رہی ہے۔ تو اس کو ملتوی کر دیتے ہیں پروفیسر صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد : ٹھیک ہے جناب۔

جناب چیئرمین : اگلی تحریک التوا مولانا کوثر نیازی صاحب، چونکہ زین نورانی صاحب موجود ہیں تو اس لئے یہ تحریک التوا لے لیتے ہیں۔

(ii) *RE* : CONSIDERABLE DECREASE IN THE PROFIT OF P.I.A.

مولانا کوثر نیازی : اخباری اطلاعات کے مطابق پاکستان انٹرنیشنل ائر لائنز کے منافع میں ۳۰ جون ۱۹۸۶ء کو ختم ہونے والے مالی سال میں سال گذشتہ کی نسبت ساڑھے ۲۶ کروڑ روپے سے زیادہ کی کمی ہوئی ہے، منافع میں یہ کمی تیل کی قیمتوں میں مسلسل کمی کے باوجود ہوئی ہے، یہ صورت حال تشویشناک ہے، لہذا میں تحریک کرتا ہوں کہ اس مسئلے پر ایوان میں بحث کی جائے۔

Mr. Chairman : Is it being opposed ?

Mr. Zain Noorani : yes, Sir.

مولانا کوثر نیازی : جناب والا ! مناسب تو یہ ہوتا کہ میری ایک اور تحریک التوا جو پی آئی اے کے کرایوں میں اضافے کے بارے میں تھی وہ اور یہ دونوں ملاکر پیش کی جاتیں تاکہ اس پر صورت حال زیادہ واضح ہوجاتی اور جو اس کے اندر مضمون ہے اس پر میں زیادہ زور دے سکتا کیوں کہ مجھے یاد ہے کہ جب پی آئی اے میں کرائے بڑھنے کے بارے میں حکومت کو درخواست گئی تھی اور میں نے اس ایوان میں .....

میر نبی بخش زہری : جناب والا ! مولانا صاحب لفظ "زور" پر زیادہ زور دے رہے ہیں حالانکہ یہاں اصرار کی بات ہوتی ہے۔

مولانا کوثر نیازی : جناب مجھے معلوم نہیں تھا کہ زہری صاحب موجود ہیں۔

جناب چیئرمین : تو آپ زور پر مصر نہیں ہیں۔

مولانا کوثر نیازی : زور اور زر دونوں ساتھ چلتے ہیں اس لئے ....

میر نبی بخش زہری : ہم زر آپ زور۔

مولانا کوثر نیازی : تو جناب والا ! اگر آپ اجازت دیں تو وہ تحریک موجود ہے اور وہ زیادہ اہم تھی یہ بہت پرانی تحریک ہے جو میری اب آئی ہے اور اس میں کیں پی آئی اے کے جو سارے مسائل ہیں وہ سارے اکٹھے زیر بحث آجائیں گے۔

جناب چیئرمین : میرے خیال میں بہتر پھر یہ ہوگا کہ آپ اس پر اصرار نہ کریں۔ وہ تحریک جب آئے گی تو اس ضمن میں آپ اس کا بھی حوالہ دے سکتے ہیں کہ پی آئی اے کے منافع کی صورت حال یہ ہے۔

مولانا کوثر نیازی : جناب میں جو بار بار گزارش کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ پی آئی اے کے معاملات روز بروز انحطاط پذیر ہیں اور اس کے باوجود جو پاکستانی شہری ہیں ان پر بوجھ پی آئی اے کی طرف سے بڑھتا جا رہا ہے اب یہ دیکھئے کہ تیل جو ہے اس میں بین الاقوامی طور پر قیمتوں میں کمی ہوئی ہے اور اس کی وجہ سے ائیر لائنز کو فائدہ ہوا ہے لیکن ہمارے ہاں پی آئی اے جو ہے سال گذشتہ کی نسبت اس کے منافع میں ساڑھے چھبیس کروڑ روپیہ کم نفع ہوا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے معاملات ٹھیک نہیں چلائے جا رہے اس لئے ضرورت ہے کہ اس ایوان میں ہم اپنی قومی ائیر لائنز کے بارے میں a fullfledge debate کریں اور اس کے اندر حکومت کو اور ائیر لائنز کو جو عوامی تاثرات ہیں ان سے آگاہ کر سکیں۔

Mr. Chairman : Mr. Zain Noorani.

Mr. Zain Noorani : Sir, I thought that the honourable Senator has not said anything about admissibility, so he himself is accepting that it is not admissible.

جناب چیئرمین : جہاں تک اس موشن کا تعلق ہے یعنی یہ آپ صحیح فرماتے ہیں کہ اس پر بحث ہونی چاہیئے اور اگر ہاؤس کو یہ منظور ہے تو اس پر بحث بھی ہونی چاہیئے لیکن اس ٹائپ کی بحث رول ۱۸۷ کے تحت ہو سکتی ہے، یہ تحریک التوا کا موضوع نہیں بن سکتا؟ تو یا آپ اتنے تک انتظار کر لیں کہ وہ جو دوسری آپ کی ہے کرائے کے اضافے کے متعلق وہ زیر بحث آجائے اور یا پھر رول ۱۸۷ کے تحت آپ ایک اور موشن کا نوٹس دیں اور اس کی جب باری آئے گی تو پی آئی اے کے پورے معاملات پر بھرپور بحث ہو سکتی ہے۔

مولانا کوثر نیازی : میں آپ کے دونوں مشوروں کا بے حد شکر گزار ہوں اور اس کو میں پنڈنگ رکھتا ہوں۔

جناب چیئرمین : نہیں میرے خیال میں اس کو پنڈنگ نہ رکھیں، اس کو پھر مجھے رول آوٹ کرنا ہوگا۔ اس پر آپ زور نہ دیں۔

مولانا کوثر نیازی : ٹھیک ہے۔

جناب چیئرمین : اگلی تحریک التوا بھی مولانا کوثر نیازی صاحب کی ہے۔

(iii) *RE* : STATEMENT OF THE P.M. REGARDING OPENING KHOKHARA PAR BORDER WITH INDIA

مولانا کوثر نیازی : آج سے کئی ماہ پیشتر وزیراعظم نے اپنے جلسہ کراچی میں اعلان کیا تھا کہ کھوکھرا پار بارڈر کھولنے کا فیصلہ کر لیا گیا ہے، لیکن اب تازہ ترین اطلاعات کے مطابق یہ مسئلہ .... (یہ تحریک التوا جناب میں نے ۵ نومبر کو پیش کی تھی اس تاریخ کی تازہ ترین اطلاعات کے مطابق) کھٹائی میں پڑ گیا ہے، بھارت سے اس سلسلے میں جو وفد مذاکرات کے لئے پاکستان آنے والا تھا اس نے بھی اپنی آمد ملتوی کر دی ہے، وزیراعظم پاکستان کے دعوے کا یہ حشر افسوسناک ہے' لہٰذا میں تحریک کرتا ہوں کہ ایوان کی کارروائی روک کر اس مسئلہ پر بحث کی جائے۔

Mr. Zain Noorani : I oppose it, Sir.

Mr. Chairman : Opposed.

مولانا کوثر نیازی : جناب کھوکھرا پار بارڈر کھولنے کا مسئلہ اس ملک میں سالوں سے زیر غور رہا ہے۔ سندھ کے لوگ یہ مطالبہ کرتے رہے ہیں کہ انہیں بھارت جانے کے لئے بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس سے انہیں زیر بار ہونا پڑتا ہے اخراجات برداشت کرنے پڑتے ہیں طویل سفر اختیار کرنا پڑتا ہے اس کے بجائے اگر کھوکھرا پار بارڈر کھول دیا جائے تو اس سے ان کو خاصی سہولت ہو جائے گی، اس میں بہت سے پہلو اختلاف رکھنے والوں نے بھی پیش کئے یہ بھی کہا گیا کہ اس سے پاکستان کی سیکورٹی خطرے میں پڑ سکتی ہے اور بھارتی ایجنٹوں کی ریشہ دوانیاں بہت بڑھ جائیں گی لیکن معلوم ہوتا ہے کہ حکومت نے ان سارے پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد عوامی مطالبے کے پیش نظر یہ فیصلہ کیا اور اس کا اعلان وزیراعظم صاحب

نے جلسہ عام میں کہا کہ کھوکھرا پار بارڈر کھولنے کا فیصلہ کر لیا گیا ہے اور وہ عنقریب کھول دیا جائے گا لیکن بعد میں اخباری اطلاعات سے یہ معلوم ہوا کہ ہمارے فوجی حکام نے اس پر اعتراض کیا ہے اور یہ انہوں نے کہا ہے کھوکھرا پار بارڈر کھولنا ملٹری نقطۂ نگاہ سے مناسب نہیں ہوگا اور اس سے پاکستان کی سیکورٹی جو ہے وہ معرض خطر میں پڑ جائے گی اور اخباری اطلاعات یہ کہتی ہیں کہ ان کی مخالفت کی وجہ سے یہ معاملہ کھٹائی میں پڑ گیا ہے جو بھی صورت حال ہو بہر حال حکومت کی طرف سے ایک اعلان کرنے کے بعد اس پر عمل نہ ہونا اور کم و بیش ۸، ۹ ماہ ہو جانے کے بعد اس پر عمل نہ ہونا ایک ایسی صورتحال سامنے لاتا ہے جس سے بجا طور پر تشویش کی جا رہی ہے اور اس سے سندھ کے عوام خاص طور پر یہ سمجھ رہے ہیں کہ حکومت اپنے وعدے پر قائم نہیں رہی اور ان کو بدستور مشکلات میں مبتلا کیا جا رہا ہے یہ مسئلہ عوامی اہمیت کا ہے جناب والا! اور حال ہی میں وقوع پذیر ہوا ہے اس لئے کہ ۵ نومبر ہی کو یہ اطلاع اخبارات میں چھپی تھی کہ بھارتی وفد جو ہے اس نے اس مسئلے پر مذاکرات کرنے سے انکار کر دیا ہے اور اس نے اپنا آنا ملتوی کر دیا ہے اس میں پاکستانی حکومت کا غزانہ انوالو ہے جناب چیئرمین! اور جتنی شرائط تحریک التوا کی ہیں وہ سب کی سب اس پر صادق آتی ہے، لہٰذا میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ اسے ایڈمٹ فرمائیں تاکہ اس پر سیر حاصل بحث کی جا سکے۔

Mr. Ahmad Mian Soomro : Sir, may I say something on its admissibility.

Mr. Chairman : Yes.

Mr. Ahmad Mian Soomro : Sir, I support the motion of Senator Maulana Kausar Niazi Sahib. There is no doubt that it is a matter of great urgent public importance. People of Sind have to wail throughout to come and pass through the Wagha border and they have been repeatedly demanding that the Khokrapar border be opened. The Prime Minister made an announcement for which he was very much applauded particularly in the area of Sind that this border would be opened and I think all the requirements of an adjournment motion are

[Mr. Ahmed Mian Soomro]

there and fortunately Mr. Zain Noorani also belongs to Karachi and he knows the feelings of the people of Karachi and Sind about its opening and I hope, therefore, merely on a technical ground he would not oppose this and the House would be allowed to discuss this very urgent and important matter for the people of southern areas.

Mr. Chairman : Mr. Zain Noorani.

Mr. Zain Noorani : Sir, I have to oppose it and I am afraid my very good friend has appealed to me not to oppose it on the basis of technicalities. Unfortunately, if any House of the status of the Senate of Pakistan is to run, it has got to run on the basis of the rules that have been laid down. Neither I can take liberty with it nor would the honourable Senators like to take liberties with the rules. Of course they have a right to suspend any rule at any time that they want and we will abide by their decision. Even in this case if they decide to suspend the rules and you Sir, allow it I will have no objection to it. But as far as the rules are concerned the honourable Senator moving the resolution said that it meets with all the requirements of the rules. At the same time while explaining the admissibility he has admitted that this matter has been going on سالہا سال سے. So, therefore, how does it come within the purview of rule 71(a) and Rule 71(c). Then, again he has admitted that this issue relates to a matter which has بہت سے پہلو, therefore, it is hit by Rule 71(b). Then, again Sir, it is also hit by Rule 71(c) in view of his own admission that it relates to a matter which has been going on for the last many years. Now, the Rule also says that while giving notice of an adjournment motion a person should take precaution to see that it does not become out of order by adding either arguments, inferences, ironical expressions or defamatory statements. Now, in the notice itself you will see that this has been done and that is Rule 71(g).

So, in view of all these rules, I am afraid, although the matter is an important matter undoubtedly but there are other ways, other methods by which this can be brought up for discussion and I will certainly have no objection to its being discussed in a proper way but as an adjournment motion I am afraid it does not fall within the purview of the adjournment motion. At the same time the honourable mover as well as the honourable Senator who supported him have made certain

statements with regard to the background to this issue and if you permit me, I would like to clarify the Governments point of view also.

Mr. Chairman : Well that is what I was going to suggest to you that if you are in a position and are willing to give a statement on the status of this particular project.

Mr. Zain Noorani : Certainly Sir. It is true that the Prime Minister of Pakistan announced in Karachi on 14th February, 1986 that the Khokrapar border would be opened soon. Thereby making it clear that the Government of Pakistan has taken a decision to open the Khokarpar border. This I am saying to set at rest the apprehension of the honourable Senator who supported the mover. The Government of Pakistan took necessary steps to implement the decision. Two rounds of talks were held with India to finalise the rules of procedure for reopening of the border. Both sides mutually agreed that Khokasrpar Monabao route would be finally opened in October 1986. Though the exact date was to be decided later. An Indian Railway delegation was to visit Pakistan from September 17th to 21st, 1986 to finalise and sign the agreement on the opening of Khokrapar Monaboa road. At the last moment, however, India called off the visit claiming the sudden illness of the leader of its delegation. This was the main reason for non-implementation of the decision to reopen the Khokarpar border in October. The matter was discussed during the recent talks with the India foreign Secretary and the decisions has not been altered so far. Only the other day the Indian Ambassador is also on record having said that the railway delegations of the two sides would meet soon and sort out things. The Government of Pakistan however is engaged in a careful review of the situation in the light of certain factors of a more recent nature including the massing of large concentration of Indian forces near our borders so as to decide as to when it would be appropriate to reopen the border.

As regards the expression of opinion of the honourable Senator giving notice of this adjournment motion he himself says in the notice that the Indian delegation postponed its visit. Yet in the same notice he expresses an opinion blaming Pakistan for not honouring its Prime Ministers announcement. It is surprising that a patriotic and learned person like the honourable Senator wants to put the blame for the sins of others on the shoulders of the Government of Pakistan.

[Mr. Zain Noorani]

In view of the above Sir, I request the honourable Senator not to press his motion.

Mr. Chairman : Maulana Kausar Niazi Sahib.

مولانا کوثر نیازی : وزیر صاحب کے اس بیان کے بعد میں اپنی تحریک پر اصرار نہیں کرتا۔

جناب چیئرمین : شکریہ، اگلی، پروفیسر خورشید احمد صاحب کی ایک تحریک نمبر ۱۲ اور دوسری ۲۴ نمبر ہے، کیونکہ دونوں ایک موضوع سے تعلق رکھتی ہیں، تو دونوں کو ہی لے لیتے ہیں۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو : انٹیریئر منسٹر صاحب نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین : یہ تو ہاکی ٹیم سے متعلق ہے۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو : انٹیریئر منسٹر صاحب کلچر اور ٹورازم کا کام دیکھ رہے ہیں۔

جناب چیئرمین : اچھا ٹورازم اور سپورٹس ان ہی کے پاس ہے۔

پروفیسر خورشید احمد : ہاکی بھی وہی کھیلتے ہیں۔

جناب چیئرمین : ہاں ہاکی بھی وہی کھیلتے ہیں، تو ان کو پوسٹپون کرتے ہیں۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل صاحب۔

جناب میاں محمد یٰسین خان وٹو : اس میں بھی وہی صورت حال ہے۔ وزیراعظم کے ساتھ بہت سے وزراء گئے ہوئے ہیں۔

Mr. Javed Jabbar: Point of order Sir. What was the point of rule calling today's sitting if the Government was aware that they were not going to be able to handle any of the business except of one by Mr. Noorani.

میاں محمد یاسین خان وٹو : وہ تشریف نہیں لا سکے، ابھی اطلاع آئی ہے۔ آگے ایوی ایشن کا معاملہ ہے وہ منسٹر صاحب موجود ہیں۔

جناب چیئرمین : نہیں میرے پاس تو ختم ہی ہو گئے۔

پروفیسر خورشید احمد : معلوم ہوتا ہے کہ آج گورنمنٹ پر اضمحلال طاری ہے۔

جناب چیئرمین : آدھی گورنمنٹ کراچی بیٹھی ہوئی ہے۔

نوابزادہ عنایت خان : تو آج پھر چھٹی ہونی چاہیئے۔

سردار خضر حیات خان : ایک طرف سے کہا جاتا ہے کراچی کے واقعات پر غور کیا جائے دوسری طرف کہتے ہیں کہ گورنمنٹ وہاں جائے ہی نہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین : آج کیلئے جو ایڈجرنمنٹ موشنز تھیں وہ بھی ختم ہوئیں، اور ٹائم بھی ختم ہوا

No cross talk please.

جناب میرداد خیل صاحب آپ کی بھی پوسٹپون ہوگئی۔ جب وزیر داخلہ صاحب ہاؤس میں ہوں گے تو وہ لے لیں گے۔ کونسی ہے آپ کی ؟ ہاکی والی آپ کی نہیں ہے ؟

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : شعبہ صحافت کے بارے میں ہے۔

جناب چیئرمین : اچھا شعبہ صحافت والی۔ تو وہ لے لیتے ہیں پڑھ لیجئے۔ ابھی پانچ منٹ ہیں۔

(iv) *RE* : RIDICULING THE PERFORMANCE OF NATIONAL HOCKEY TEAM AND JOURNALISTS IN THE P.T.V. PROGRAMME 'SHOW TIME'

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ روزنامہ "جنگ" کوئٹہ مورخہ ۸۶-۱۱-۱۹ کو یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ ۷ / نومبر کی شب کو ٹیلیویژن پروگرام "شو ٹائم" میں جس بھونڈے طریقے سے صحافت کے پیشے اور قومی ہاکی ٹیم کا مذاق اڑا کر اس کی تذلیل کی گئی ہے وہ انتہائی افسوسناک اور قابل مذمت ہے۔ اس شو ٹائم میں ہاکی ٹیم اور معزز صحافیوں کا جس دیدہ دلیری سے کھلا مذاق اڑایا گیا ہے اس اقدام سے ملک کے اندر اور ملک سے باہر شعبۂ صحافت کی سخت توہین ہوئی ہے لہٰذا فوری نوعیت کے مسئلے پر ایوان غور فرمائے۔

Mr. Chairman : The Minister concerned is not present.

جناب محمد یٰسین خان وٹو : جناب چیئرمین ! اسے ملتوی فرما دیں۔

جناب چیئرمین : اچھا جی۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : مجھے منظور ہے جی۔

Mr. Chairman : This brings us to an end of half an hours time meant for Adjournment motions.

THE ENFORCEMENT OF SHARIA BILL, 1985

جناب چیئرمین : دوسری کارروائی شروع کرتے ہیں۔

Furture consideration of the following motion, moved by Qazi Abdul Latif and Maulana Sami-ul-Haq.

جیسا کہ ایوان کو یاد ہوگا اس پر پہلی خواندگی ابھی جاری ہے جن حضرات نے اس پہ تقاریر کی تھیں ان میں قاضی عبداللطیف صاحب، قاضی حسین احمد صاحب، پیر الحاج محمد شاہ صاحب، پروفیسر خورشید احمد صاحب، شہزادہ برہان الدین صاحب، عبدالرحیم میرداد خیل صاحب، حمزہ خان پلیجو صاحب، سردار خضر حیات خان صاحب، راحت سعید چھتاری صاحب، حسن۔اے شیخ صاحب اور نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگزئی صاحب۔ انہوں نے اپنی تقاریر مکمل کی ہیں۔ ابھی تک چونکہ پہلی خواندگی ہو رہی ہے۔۔۔۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین : نہیں۔ میرے ریکارڈ کے مطابق ۲۱ ستمبر کو آپ نے اپنی تقریر کمپلیٹ کر لی تھی۔

نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگزئی : نہیں جناب۔ اس کے بعد آپ گئے تھے تو۔۔۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین : چلیں چشمِ ماروشن دل ماشاد۔ جناب نوابزادہ جہانگیر شاہ صاحب۔

نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگزئی : اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین صاحب ہم سب دعویدار ہیں اور حکومت کے آئین میں بھی ہے کہ ہمارا دین اسلام ہے اور اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات

ہے۔ ہم اس بات کے دعویدار ہیں کہ اس ملک میں نہ تو اسلام کے خلاف کوئی قانون بنے گا اور نہ کوئی شخص اس قابل ہوگا کہ اسلامی قانون کے بغیر حکم دے سکے۔ یہ دعوے چالیس سال سے ہمارے پاس ہیں مگر بقول شخصے کہ شریعت ہمیں منظور ہے ہم مانتے ہیں لیکن چلائیں گے نہیں۔ اسلام کو ہم مانتے ہیں۔ لیکن اس پر عمل نہیں کریں گے اور اس کا ثبوت یہ چالیس سال کا عرصہ ہے۔ اللہ تبارک تعالےٰ نے جو کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توسط سے انسانوں پر نازل فرمائی، اس میں ایمان کی ایک واضح صورت یہ تھی کہ جو ایمان لائے خدا پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے اس کو سنت کہتے ہیں اور جو اللہ تعالےٰ کی کتاب میں ہے اس کو آیات کہتے ہیں۔ اس کی روشنی میں ہم اپنے قانونی معاشرتی، اقتصادی، تنظیمی اور تمام انسانی ضروریات کی جتنی چیزیں ہیں ان پر غور کرکے اس انسانی معاشرے کو اس قابل بنائیں کہ ان کے دلوں میں نفرت کی بجائے الفت پیدا ہو اور قانون کی بالادستی ہو، قانون کا مقصد عدالت کے سوا اور کچھ نہ ہو۔

اگر ہم اس تاریخ کو بھی سیر حاصل طور سے دیکھیں تو ہم اپنے سامنے یہ نظیر موجود پائیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد دنیا میں سب سے بڑا الیکشن حضرت ابوبکر رضؓ کا ہوا۔ ہمارے ضابطہ الیکشن میں دو شخص یا تین شخص یا پچاس شخص کسی کو نامزد کرتے ہیں اور اگر اس کے مقابلے میں کوئی شخص کھڑا ہوتا ہے تو الیکشن ہوتا ہے اور اگر کھڑا نہیں ہوتا تو پھر بلا مقابلہ ہو جاتا ہے اور اسی کو وہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے الیکشن جیت لیا ہے۔ مگر خلفائے راشدین میں سے سب سے پہلے ابوبکر رضؓ بلا مقابلہ ہو گئے تو پھر بھی وہ لوگوں کے پاس گئے اور بیعت لی۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ doubly assured.

یہ دنیا میں پہلا واقعہ تھا کہ اس طریقے سے الیکشن ہوا اور الیکٹڈ خلیفہ مقرر ہوا۔ خلیفہ نے اپنے آپ کو لوگوں کے سامنے پیش کیا اور کہا کہ اگر میں خدا اور رسول کے حکم کے مطابق حکم کروں تو میری اطاعت کرو اور اگر میں خدا اور رسول کے حکم کے خلاف کام کروں تو مجھے روکو۔ یہ اسلام کا ایک دستور ہے۔

[Nawabzada Jahangir Shah Jogizai]

پھر ایک وقت ایسا آیا جب خلافت آمریت میں تبدیل ہوگئی پھر خاندانی حکومت میں تبدیل ہوگئی اب اس کے وقت میں ایسے علماء پیدا ہوئے ایسے امام فقہاء آئے جنہوں نے یہ بات محسوس کی کہ ..... مثال شہادت ہے۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ تم اپنے آپ پر بھی شہادت دو اگر تمہارا آخرت پر ایمان ہے۔ اب وہ شخص شہادت دے سکتا ہے جو جھوٹ نہیں بولتا قربانی دے سکتا ہے، وہ شخص اللہ کی راہ میں دولت خرچ کر سکتا ہے جس کو یہ یقین ہو کہ خدا بھی ہے اور وہ روز آخرت پر ایمان بھی رکھتا ہوگا اور حساب وکتاب سے بھی ڈرتا ہوگا اور وہ اس قسم کا ہوگا جو فسق و فجور سے بچتا ہوگا نماز پڑھتا ہوگا۔ عبادات و عقائد میں بھی وہ تمام فقہا جو تھے انہوں نے اپنی دلیل سے اپنے علم سے قواعد و ضوابط اور مسئلے بناتے رہے۔ جیسے مارشل لاء میں لوگ بول نہیں سکتے تھے اسی طرح انگریز کے تحت آمریت کے سائے میں بھی کھل کر انتظامیہ کے متعلق الیکشن کے متعلق کچھ نہیں کہا لیکن جو زور سے آجاتا ہے اس کو آمر کہتے رہے یہ آمریت اسلامی معاشرے میں جاری رہی بہت سارے قصے اور باتیں ہوگئیں۔ اسلام کی طرف صحیح چیز کہیں پیش نہیں ہو سکی۔ کسی گورنر نے کسی کا فقہ اور کسی گورنر نے کسی کا فقہ جاری کیا۔ ان فقہا نے شریعت کی تدوین کی ہے انہوں نے بڑی سخت کوششیں کی ہیں۔ آپ صحیح بخاری دیکھیں کہ کس طرح انہوں نے ایک ایک حدیث کی چھان بین کی ہے۔ روایت بیان کی گئی ہے۔ اسی طرح سے فقہائے شریعت کے کچھ اصول بنائے ہیں۔ کچھ سے اختلاف بھی ہوا۔ ایک ایک مسئلے پر کئی کئی مسئلے بن گئے۔ مگر وہ تمام عقلی دلائل پر تھے اور ماخذ قرآن و سنت ہی تھے۔

آج سارے ملک میں شرعی قانون ایک موضوع ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم اس ایوان میں اسی لئے آئے ہیں کہ ہم اس ملک میں ایسے معاشرے کے قیام کے لئے کوشش کریں گے جہاں پر نفرت کی بجائے الفت ہو۔ ظلم کی بجائے انصاف ہو۔ دولت کی گردش اور اس کے خرچ پر کچھ قدغن ہو۔ اس پر توجہ دینے کے لئے اور اس کو سمجھنے کے لئے نہ ہم ابھی تک پوری طرح تیار ہیں اور نہ قوم نے ابھی تک اس طرف

توجہ دی ہے اور نہ ہماری تعلیم اس نہج پر ہے۔ نہ قانون بنانے والے اس طرف توجہ دے رہے ہیں۔ نظریاتی کونسل نے اس پر بڑا کام کیا۔ اس سے بعض باتوں پر مجھے اختلاف ہے۔ بعض چیزوں پر میں نے اس ایوان میں بھی اس سے اختلاف کیا ہے لیکن مجموعی طور پر جو کچھ میں پڑھ سکا ہوں، دیکھ سکا ہوں، میں سمجھتا ہوں کہ وہ رائیگاں نہیں جانا چاہیئے۔ آپ آئین کے اغراض و مقاصد پڑھیں۔ اس میں لکھا ہے۔

Whereas sovereignty over the entire universe belongs to Almighty Allah alone and the authority to be exercised by the people of Paksitan within the limits prescribed by Him is a sacred trust ;

And whereas it is the will of the people of Pakistan to establish an order.

Wherein the State shall exercise its powers and authority throught the chosen representatives of the people ;

Wherein the principles of democracy, freedom, equality, tolerance and social justice, as enunciated by Islam, shall be fully observed ;

اس سے زیادہ بڑی گارنٹی کوئی نہیں ہو سکتی۔ مگر اس کے باوجود ہماری گاڑی آگے چلتی کیوں نہیں ہے۔

پھر نویں ترمیمی بل پر ہم نے ایک جہاد کیا کہ اسلامی قانون اس ملک کا بالاترین قانون ہو گا۔ وہ یہاں سے پاس ہوا۔ پھر یہ شریعت بل اسی نہج پر آیا ہے۔ آرٹیکل ۲۲۷ کو دیکھو۔ اغراض و مقاصد کو دیکھو۔ نویں ترمیمی بل کو دیکھو۔ یہی کہا گیا ہے کہ کوئی قانون خدا کے قانون کے خلاف نہیں بنے گا۔ مارشل لاء آیا۔ مارشل لاء کا سب سے پہلا دعویٰ اسلامی مارشل لاء تھا۔ اس اسلامی مارشل لاء نے ٹی وی، ریڈیو پر اسلام کے بڑے دعوے کئے ہیں۔ مگر اس مارشل لاء کے تحت ظلم ہوا ہے بلوچستان میں ظلم ہوا ہے یا اور جگہوں پر ظلم ہوا ہے۔ ہمارے ساتھ تو یہ ظلم ہوا کہ لوگوں کی زمینیں تو میائی گئیں لیکن ہم عدالت میں آپ جا نہیں سکتے۔ اور اس کو تحفظ بھی دیا۔ لہٰذا اس دعویٰ نے ہر جگہ لوگوں کو اس قابل نہیں رہنے

[Nawabzada Jahangir Shah Jogizai]

دیا کہ وہ کہیں کہ ہاں واقعی اسلامی نظام آ رہا ہے ورنہ یہ کوئی مشکل بات نہیں تھی کہ مارشل لاء جہاں چوبیس گھنٹے میں آ سکتا تھا وہاں اسلامی قانون بھی ایک دم نافذ کر سکتے تھے مگر نہیں ہو سکا اس لئے نہیں ہو سکا کہ پاکستان مختلف خطوں سے بنا ہے۔ کہیں جرگہ ہوتا تھا، کہیں میکالے کا قانون پولیس کا قانون چل رہا تھا بعض لوگ سمجھتے تھے کہ اسلام نے معاشی مسئلے کا حل نہیں تلاش کیا ہے۔ کوئی روس کی طرف، کوئی سوشل ازم کی طرف کوئی کسی طرف۔ یعنی ہمارے خیالات ایک نقطہ پر جم نہ سکے بلکہ مختلف اطراف ہمارے رجحان تھے۔ صحیح تعلیم کہیں سے نہ مل سکی۔ مسجد میں دیکھا تو مسجد میں بھی ایک دوسرے کے خلاف مختلف دعاوی ہیں۔ کوئی بریلوی ہے کوئی دیوبندی ہے۔ اسلام نے تو ایک ہی بات کہی تھی کہ تم مسلمان ہو اللہ اور رسول پر ایمان لاؤ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرو۔ اس سے زیادہ ہمیں کوئی تعلیم نہیں دی گئی۔ اسلام کے دشمن یہود اور ہنود اور لادینی طاقتیں اس نظام کے خلاف ہیں۔ پھر شورائی نظام صرف اسلام نے ہی انسانوں کو دیا ہے اس کی صحیح ترجمانی کرنا اس پر صحیح طور پر عمل کرنا اور اسے لوگوں کی نظر میں لانا ضروری ہے لیکن کسی فقیہ نے اس پر کچھ نہیں کہا ہے کیونکہ اس نے مغرب میں اس نے تربیت پائی، پرورش پائی، حالانکہ یہ ہمارے دین کا ایک صحیح حکم تھا۔ اللہ تعالے کی کتاب قرآن مجید میں اس کا وجود ہے اور خلفاء راشدین اس پر عمل کرتے تھے۔ یہ ہے جس بنیاد پر ہم نے معاشرے کو ایک ایسا قانون دیا جس کا مقصد ایک ایسی سوسائٹی کا قیام عمل میں لانا ہے جہاں سے نفرتیں محبتوں میں ڈھلتی ہیں اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب عدالتی نظام صحیح ہو۔ جھوٹ اور فریب سے نفرت مظلوموں کے ساتھ ہمدردی اور بدمعاشوں کی مخالفت اور سرکوبی ہر مسلمان کا نصب العین ہے۔ یہ نصب العین کچھ تو تعلیم سے بن سکتا ہے اور کچھ تربیت سے بن سکتا ہے۔ سیاست ایک ملک تو بنا لیتی ہے۔ ایک گروہی طاقت تو بنا لیتی ہے مگر اس گروہ میں کردار کی کمی ہوتی ہے۔ کیونکہ عقل خداداد چیز ہے۔ علم کوشش سے آ سکتا ہے لیکن اگر کردار نہ ہو تو دونوں فضول ہیں۔

اب جناب! قرآن میں ایک حکم ہے جس کے لئے سزا مقرر ہوئی ہے۔ بعض

کی نشاندہی کی گئی ہے۔ مگر سزائیں معاشرے پر چھوڑ دی ہیں۔ لیکن ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ جو میرے حکم پر عمل نہیں کرتے ہیں، وہی کافر ہیں، وہی ظالم ہیں، وہی فاسق ہیں۔ کافر اس لحاظ سے کہ جو قانون خدا نے انسان کو دیا ہے اور انسان یہ سمجھے کہ یہ قانون کافی نہیں ہے تو وہ کفر میں آجاتا ہے اور اس خدائی قانون کے مقابلے میں اپنا قانون لاتا ہے۔ ظالم اس لئے کہ اللہ تعالےٰ کے قانون کے بغیر انصاف ہی نہیں ہوتا۔ فاسق اس لئے کہ فاسق ہر قانون پر عمل کرتا ہے اس لئے کہ وہ کہتا ہے کہ مجھے جو منافع ملتا ہے اس سے مجھے فائدہ ہوتا ہے۔ اسی پر وہ فیصلہ کرتے ہیں۔ تو معاشرے کا بگڑ جانا، معاشرے کے جھوٹ بولنے کی وجہ سے ہے۔ ہمارے علاقے میں پہلے جھوٹ نہیں بولا جاتا تھا، وہاں جب قتل ہوتا تھا تو وہ جرگے میں قتل مان لیتے تھے، اس کا فیصلہ ہو جاتا تھا اور جو پولیس کے علاقے ہیں، جہاں پولیس کام کرتی ہے۔ وہاں پر لوگ بغیر جھوٹ کے نہیں ہوتے۔ جب اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ تم اپنے آپ پر بھی گواہی دے دو اگر تم روز آخرت پر یقین رکھتے ہو اور یہاں پر وکیل قاتل کو کہتا ہے کہ تم مت مانو اور پھر بحث کرتا ہے اس کو رد کرتا ہے جو مدعی ہوتا ہے اس کو جھوٹا کر دیتا ہے جو ظالم ہوتا ہے وہ چھوٹ جاتا ہے تو معاشرے میں بگاڑ اس طرح پیدا ہوتا ہے پھر خدا نے تمام قوانین دیئے ہیں، ایک دفعہ کسی سے بات ہو رہی تھی تو اس نے کہا کہ ہائی جیکنگ کا کیا ہوگا اس کا کیا قانون ہوگا، اس میں یہ ہے کہ فساد فی الارض کا ایک جامع قانون موجود ہے، فساد فی الارض جس کو affray کہتے ہیں یہ پی پی سی کی دفعہ ۱۶۰ میں آتا ہے قتل و غارت ڈکیتی وغیرہ یہ سب اس میں آجاتا ہے اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ فرعون نے فساد مچایا ہے چنانچہ فساد کا مطلب یہ کہ اس نے غیر خدائی قانون بھی اپنا قانون چلایا ہے، اس کو بھی فساد کہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کوئی حکومت اگر صحیح قانون پر نہ چلے تو وہ بھی فساد کا مرتکب ہوتی ہے حالانکہ جو لوگ اللہ اور رسول کے خلاف جنگ کرتے ہیں اور وہ حکومت جس میں شرعی قانون نافذ ہو اس کے خلاف جنگ کرنے سے فسادی کا قتل واجب ہوتا ہے لیکن اگر وہی حکومت فاسق و فاجر ہے تو اس کے خلاف وہ لاگو نہیں ہوتا وہاں جنگ کا یہ تصور نہیں ہو سکتا۔

[Nawabzada Jahangir Shah Jogizai]

اب میں اس شریعت بل کی طرف آتا ہوں، اس میں دو تین باتیں ہیں کہ اس کی میکینزم کیا ہوگی نویں آئینی ترمیمی بل سے شریعت نہیں آئی، موجودہ شریعت بل جس پر بحث ہو رہی ہے یہ بھی اسی کھاتے میں چلا جائیگا اگر یہ آرٹیکل resolution ۲۲۷ اور objectives سے اب تک نہیں لائی تو اب کونسا طریقہ ہے، نویں آئینی ترمیمی بل میں ہم نے شریعت کورٹ کو اختیارات دیئے ہیں اس شریعت بل میں بھی یہ ہے کہ پہلے کورٹ میں مقدمہ جائے گا اگر کورٹ اس کو غیر شرعی قرار دے تو پھر وہ ہمارے پاس آئے پھر یہاں سے اسی طرح سے کوئی ۲، ۳، ۴ سال لگیں پتہ نہیں درمیان میں مارشل لاء آتا ہے، یا یہ سسپنڈ ہوتا ہے، کیا ہوتا ہے میں نے سوچا ہے اور میں نے خود ایکسرسائز شروع کی، اس دفعہ تو میں وہ پیش نہ کر سکا قصاص و دیت کا قانون تیار پڑا ہوا ہے، چوری کا اور زنا کا تیار پڑا ہے۔ اب کیا کرنا چاہیئے تعزیرات پاکستان میں نئی ترمیم لایئے اور تمام قانون اس میں سمولیں ایک قانون جب ملک کو مل جائے گا تو اسی طرح سے دیوانی مقدمات میں ٹرکی کا مجلہ جو ہے اس کو ایک آرڈر سے نافذ کر دیں میں سمجھتا ہوں کہ اس طریقے سے ہمیں قانون کو نافذ کرنے کے لئے ایک کمیٹی بنانی چاہیئے اس میں پینل کوڈ میں جو چوری کا ایک بہت بڑا چیپٹر ہے، قتل کا بڑا چیپٹر ہے، ان میں اس طرح تبدیلی کی جائے کہ جس نے چوری کی ہے اس کا ہاتھ کاٹا جائے، اس کے بعد شہادت آتی ہے میں سمجھتا ہوں کہ شارٹ کٹ کیا جائے، اس میں بحثوں کی ضرورت نہیں ہے، اب آپ یہاں دیکھیں کہ اس میں لوگوں نے بھی بہت سارے اعتراضات کئے ہیں، ہمارے پاس بہت سا میٹریل آیا ہوا تھا، میں نے اس سارے کو پڑھا اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کوئی پوچھتا کہ شریعت کی تعریف کیا ہے تو کیا تعریف بتاتے، یہی بتاتے کہ قرآن اور سنت، اللہ کا قانون، اللہ کی کتاب اور میری پیروی، اس کے بعد عدالت میں جب کوئی مقدمہ جائے تو تمام اماموں کے فتاوی، ان کی آراء اور ان کی نظریں، اس عدالت کے فیصلے میں آسانی سے آسکتی ہیں اور اس پر ایک سب سے بڑا اعتراض ایک نے یہ لکھا ہے کہ فقہ کو شریعت قرار دینے کی جسارت کی جا رہی ہے یہ کس نے لکھا ہے، دارالعلوم تقویت الاسلام شیش محل روڈ لاہور،

اس قسم کے کئی لوگوں نے اعتراضات بھی کئے ہیں اور اس کے حق میں جلوس بھی نکالے گئے ہیں اور ہم بھی ساتھ تھے، یہ نہیں کہ ہم اسی کمیٹی میں بیٹھے ہوئے تھے، اب لوگوں کو جو عام طور سے خوف ہے، ڈر ہے وہ فقہی معاملوں میں ہے لیکن اگر ہم منبع کو پکڑیں تو ہمارا راستہ بھی کھل سکتا ہے اور اختلافات بھی ختم ہو سکتے ہیں اور شریعت کو کوڈیفائی کر کے اپنے ہی تعزیرات پاکستان کو پاکستان پینل شریعت کوڈ کر سکتے ہیں، اسی کو اس طرح کر دیں تو ہمیں ان تمام جھگڑوں سے نجات مل سکتی ہے۔

نویں آئینی ترمیمی بل کا یہی مقصد ہے کہ ملک کو شرعی قانون مل جائے۔ یہی مقصد ہے شریعت کا، یہی مقصد ہے آرٹیکل ۲۲۷ کا، اور یہی مقصد تھا قرارداد مقاصد کا، میں نے اس پر ایکسرسائز شروع کی تھی، تھوڑا سا کام کیا، اس میں ۵۳ سیکشنز ہیں تعزیرات پاکستان کے جن میں سزاؤں کی تشریح کی گئی ہے اس میں ترمیم کریں، کیونکہ سزائے قید اسلامی سزا نہیں ہے، ڈیٹینشن ہے، آپ کسی کو بند کر سکتے ہیں کسی مقصد کے لئے، مگر اس کو سزائے قید نہیں دے سکتے کہ ایک شخص پر اگر زناء کا کیس ثابت نہیں ہوا تو آپ نے اس کو ۲۲ سال سزائے قید دی ہے جب کہ قرآن میں ہے کہ اگر ایک بھی گواہ منحرف ہو جائے تو دوسروں کو کذب میں ۸۰ درے پڑتے ہیں اور اس کی شہادت عمر بھر کے لئے ساقط ہو جاتی ہے اور یہاں پر یہ ہے کہ سزا بجائے اس کے کہ ان پولیس والوں کو ملے ان کو تحفظ دے کر کے، ۲۲ سال تک سزا دے کر کہتے ہیں کہ یہ تعزیر ہے، تعزیر کا مطلب یہ ہے کہ وہ قانون جو قرآن میں موجود نہیں ہے، آپ بناتے ہیں وہ تمام قانون، جسے ہم قیاس کہتے ہیں اگر اللہ تعالٰی نے قید کی سزا مقرر نہیں کی، کسی بھی جرم میں، یا دروں کی سزا دی ہے یا ہاتھ پاؤں کاٹنے کا کہا ہے یا سولی چڑھانے کا کہا ہے یا درے کھانے کا کہا ہے تو اس سے اعتراض کرنا، اس کے برعکس اپنی طرف سے کوئی قانون یا کسی سزا کا تجویز کرنا میرے نزدیک یہ بالکل اس آیت کے تحت آسکتا ہے، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جرم کرنے کی سزا اس لئے دی جاتی ہے تاکہ وہ آدمی سنبھل جائے اور دوسروں کو عبرت ہو، اب انگریز اس ملک میں آئے ہیں،

[Nawabzada Jahangir Shah Jogizai]

کسی جگہ پر سو سال ہوا ہے، ہمارے علاقے میں تو انگریز ۴۵، ۵۰ سال آئے اور اس میں بھی جرگے کا قانون چلتا تھا، ایک ایسی نفسیاتی کمیٹی بنائی جائے جو یہ پوچھے کہ جتنے جیلوں میں آدمی بند ہیں اس سے لوگوں نے کیا عبرت لی اور اس کو کیا نصیحت ملی اور اس کے کردار میں کیا تبدیلی آئی ہے، معصوم آدمی جیل میں گیا اور وہاں سے تربیت یافتہ مجرم نکل کر آیا، لیکن اگر آپ ایک آدمی کو مجمع میں دس کوڑے لگا دیں وہ تمام لوگ جب دیکھتے ہیں تو وہ سارے کے سارے ہوشیار ہو جاتے ہیں اور وہ اس انجام سے ڈر جاتے ہیں جو کہ اس آدمی کا ہوتا ہے اور اس آدمی کو پھر جرأت نہیں ہوتی کہ وہ دوبارہ وہی جرم کرے، میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ جس کا ایک دفعہ ہاتھ کاٹا گیا ہو اس نے پھر دوسری دفعہ چوری کی ہو، لیکن میرے پاس چوری میں دس دفعہ convicted ایک آدمی آیا تھا گیارھویں دفعہ میں نے دفعہ ۷۵ ضابطہ فوجداری کے تحت سیشن سپرد کیا یہ تو میں نے دیکھا ہے لیکن ہاتھ کاٹا ہوا آدمی نہیں دیکھا، اگر ہاتھ کٹ جائے اگرچہ یہ سزا موجودہ زمانے میں لوگ بہت کہتے ہیں کہ نہ ہو مگر میں کہتا ہوں کہ جس ملک میں ہر گھر کو پریشانی ہوتی ہے کہ پتہ نہیں آج میرے گھر میں ڈاکہ پڑتا ہے یا چوری ہوتی ہے تو کیا اس سے یہ بہتر نہیں ہے کہ دس آدمیوں کے ہاتھ کاٹے جائیں تاکہ معاشرے میں کوئی چوری کی جرأت نہ کرے۔

قصاص اگر لیا جائے تو دوسری دفعہ یہ جرم نہیں ہوتا، اگر کراچی میں، جس وقت ۸۰ آدمی مارے گئے تھے۔ اگر اس وقت قصاص لیا جاتا، تو یہ گڑ بڑ نہ ہوتی اس تمام گڑ بڑ کی اصل وجہ یہ ہے کہ صحیح شرعی سزائیں نہیں ہیں، صحیح تجزیہ نہیں ہے، صرف ایک دوسرے کی مدد ہے، جب دو بڑے آدمی ایک دوسرے کی مدد پر آ جائیں، تو معاشرے میں گڑ بڑ ختم نہیں ہو سکتی، بلکہ اور یہ پھیلتی ہے، ایک آدمی ایک کی پشت پناہی کرتا ہے، دوسرا دوسرے کی پشت پناہی کرتا ہے، اور اگر لوگ مجرم کو سب کا مجرم سمجھیں، تو تب جرم ختم ہوتا ہے اور لوگ امن سے رہتے ہیں، اب میں فساد پر آتا ہوں اور فساد کے بارے میں جو حکم خداوند کریم نے دیا ہے وہ جامع ہے، پی پی سی کی ۱۴۸ سے لے کر ۱۵۴ تک جتنی

دفعات ہیں، ڈاکہ تک اسی میں آتا ہے اغواء اسی میں آجاتا ہے اس لئے فساد سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے اس کے لئے کڑی سزا ہے، اگر قتل ہوا ہے تو اس کو قتل کیا جائے، اگر اس نے ڈاکہ ڈالا ہے تو اس کے مخالف ہاتھ پاؤں کاٹے جائیں اور اگر معمولی سی گڑبڑ ہوئی ہے تو اس کو آپ ایک سال کے لئے اپنے گھر سے اپنے گاؤں سے بدر کر سکتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ صرف نہیں ہے کہ تعزیری قانون یا شہادت ایکٹ بلکہ ہمیں اور بھی بہت سے معاملات کے بارے میں سوچنا ہے اللہ تعالیٰ نے کہا ہے۔ کہ یہ جو مبذر ہیں فضول دولت اڑانے والے ہیں، یہ شیطان کے بھائی ہیں، اور شیطان وہ ہے جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا، اس لئے کہ آپ حلال کمائیں، دوسری بات یہ کہ آپ سٹور نہیں کر سکتے، گردش میں رکھیں، تیسری بات یہ ہے کہ جب آپ غریبوں کا حصہ نہ دیں تو ایک فلاحی مملکت میں وہ آپ کے لئے حرام ہے، اب بذات خود یہ اتنا اہم معاملہ ہے کہ اس پر ہم بیٹھ کر سوچیں اور اس قانون کو بنائیں اور اس کو implement کریں زکوٰۃ تو دے رہے ہیں، زکوٰۃ کے ساتھ ساتھ بہت سارے فقیر اسی طرح پھر رہے ہیں۔ زکوٰۃ کا اثر نہیں محسوس ہوا جس چیز کے اثرات ظاہر نہ ہوں اس قانون کا مطلب کیا ہے، اس حکومت کا مطلب کیا ہے جہاں پر امن نہ ہو سکے، اس کا مطلب ہے جہاں پر بدامنی ہوتی ہے وہاں پر حکومت نہیں ہے، جہاں پر ظلم ہو رہا ہے، تو سمجھو، وہاں پر عدالت نہیں ہے وہاں پر قانون نہیں ہے، یہ تمام اشکال جب ہمارے سامنے آتے ہیں، تو ہم اس کی نفی کرتے ہیں کہ وہاں پر وہ چیز نہیں ہے، بدقسمتی سے ہمارے اندر ایک عجیب سا رجحان ہے، یہاں ہم کس کام کے لئے آتے ہیں، کس لئے آتے ہیں، وزارت کی نیت کر کے آتے ہیں؟ پیسے خرچ کر کے آتے ہیں، کیوں آتے ہیں اگر ہم معاشرے کو کچھ نہیں دے سکتے تو پھر ہمارا یہاں بیٹھنے کا کیا جواز ہے؟ اگر ہم بات کرتے ہیں اور اس کو ایفا نہیں کر سکتے، اس کو آگے implement نہیں کر سکتے، تو ہمیں فائدہ کیا ہے کہ ہم یہاں پر بیٹھیں، اگر ایک ملا، ایک عالم یا ایک شخص کی تقریروں سے

[Nawabzada Jahangir Shah Jogizai]

فتنہ فساد برپا ہوتا ہے تو اس کی کیا ضرورت ہے، اگر ایک اچھا آدمی ملک میں امن و امان قائم کرے اور سب لوگ اس کا ساتھ دیں، اپنے دھڑے چھوڑ دیں، سب خدا اور رسول کے حکم کے مطابق چلیں، اگر ہم بدعت کو چھوڑ دیں تو سارے فتنے ختم ہو جائیں گے جو چیز رسول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کیا ہے اس کو آپ رائج کریں گے تو فساد ختم ہو جائے گا اور بہت سارے اختلافات جو ہیں وہ خود بخود ختم ہو جائیں گے۔

یہ ایک بہت بڑا موضوع ہے میں حیران ہوں کہ کس کس جگہ پر بحث کروں اور کس کس جگہ کو چھوڑوں، یہ ایک ضابطہ حیات ہے جو انسانیت کے ہر پہلو پر حاوی ہوتا ہے اور انسانی پہلو صرف زبانی نہیں ہوتا، صرف قانون سے نہیں ہوتا، اس کے لئے ایک مسلسل کوشش کرنی پڑتی ہے تعلیم کے ذریعے سے بھی، visual aid کے ذریعے سے بھی اور پبلک پلیٹ فارم کے ذریعے سے یہ تین ذرائع ہیں ان کو ہم اگر صحیح طور پر استعمال کر سکیں اس کے لئے ہم میں صحیح عقل و علم اور استعداد ہونی چاہیئے اور ہم میں قربانی کا جذبہ ہونا چاہیئے کیونکہ یہ بھی تو قربانی ہوتی ہے کہ ہم اپنا گھر چھوڑ کر کسی دوسرے کے گھر میں جائیں، اور اس کو سمجھائیں اور ہم اس چیز کے لئے سوچیں اور اس پر توجہ دیں۔ ہم یہاں اس لئے نہیں بیٹھے کہ تین مہینے کیسے گذارنے ہیں، ہم کو کام کرنا ہے اور کام اتنا ہے کہ میں حیران ہوتا ہوں کہ اس کام کو ہم سمیٹیں گے کیسے؟ دو سال گذر گئے ابھی ہم آگے نہیں بڑھ سکے، دو سال اور بھی گذر جائیں گے پھر کسی اور کے ذمے ڈال دیں گے، نہیں، اگر ہم یہ سمجھیں کہ ہمیں شریعت لانی ہے تو وہ مسودے تیار پڑے ہوئے ہیں، آپ شریعت بل کو چھوڑیں، آپ نویں ترمیم کو چھوڑیں اسی آئین کی آرٹیکل ۲۲۷ پر اوبجیکٹو ریزولوشن پر عمل کریں، جو کام کرنے والے ہیں وہ کریں اور پاکستان پینل کوڈ کو امنڈ کریں، اور وہ عدالتوں کو دے دیں تو عدالت خود بخود کام کرے گی۔

اب اس میں ایک سقم یہ ہے جو میں نے دیکھا ہے فرض کریں

ایک جج کو صدر مقرر کرتا ہے، وہ قادیانی آتا ہے، یا کسی اور مسلک کا آتا ہے، وہ ججمنٹ دیتا ہے تو اس ججمنٹ کے خلاف کس کے پاس جائیں گے ہم کو قانون سازی کرنی چاہیے اور ان ۵۰ دن کے اندر بیٹھ کر لیجسلیشن کریں شریعت کے تمام قوانین موجود ہیں ان کو اس میں سموتے جائیں میں نے کچھ ایکسر سائز کی ہے انشاءاللہ اگلی دفعہ میں اس کو لاؤں گا۔ آپ دیکھ لیں۔ مطلب تو یہ ہے کہ شریعت کے قانون کو ایک قانون کی صورت دے کر باقی کے قوانین کو منسوخ کر دیں۔ اگر دوسرے قوانین بھی چلتے رہیں گے تو مزے پولیس کے ہوں گے، پولیس کیا کرتی ہے، اگر کسی نے چوری کی ہے تو پولیس حدود لگاتی ہے ملزم ان کو پیسے دیتا ہے کہ بابا حدود سے جان چھڑاؤ تو وہ بے شک اس کو چھوڑ دیتے ہیں، پھر اس کو تعزیر کے دفعہ کے تحت لکھ دیتے ہیں، شکر الحمدللہ مارشل لاء تو چلا گیا لیکن اس کے اثرات تو باقی ہیں، بلوچستان کی زمینوں کے سلسلے میں کسی کافر حکومت نے بھی وہ کام نہیں کیا، جو اس نے کیا ہے اور اس میں آپ بول بھی نہیں سکتے، کیونکہ کسی عدالت کو اس کے خلاف سماعت کی اجازت نہیں ہے، تو یہ تمام باتیں جو ہیں، یہ ایک ایک کر کے دیکھنا پڑیں گی سوسائٹی کے معاملات ہیں زکوٰۃ کی صحیح تقسیم کے معاملات ہیں، دولت کمانے عشن وعشرت کے معاملات ہیں اس پر فقہاء نے پہلے بھی بہت سارا کام کیا ہے اس سے استفادہ کرنا چاہیے، معاشرے میں فساد کہاں ہوا ہے، کیسے ہوا ہے اس کی تحقیقات بھی آپ ہی کے ذمے ہونی چاہیے قرآن کے مطابق فسادات کو روکنے کے لیئے آئینی فرائض ادا کرنے چاہیں، آج اتوار ہے، اور لوگوں کی مختلف رائیں ہیں آج کا جنگ، کسی نے پڑھا ہے، اگر اجازت ہو تو پڑھ کر سناؤں۔

جناب چیئرمین: اس اسٹیج پر ہم پرنسپلز آف جنرل پروویژنز آف دی بل پر ڈسکشن کر رہے ہیں اور اگر یہ relevant ہے تو اس

[Mr. Chairman]

سے جو آپ مناسب سمجھیں وہ آپ پڑھیں، سارا پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے،

نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی : اُنہوں نے یہ لکھا ہے کہ ۲۲ علماءُ نے ایک ایکٹ دیا ہے پھر لاہور کے علماءُ نے . . . (مداخلت)

جناب چیئرمین : ویسے بہت سارے تجزیئے ہو چکے ہیں اور ان کا سب کو علم ہے۔

نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی : جب علم ہوتا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ عمل کیوں نہیں ہوتا، ہم تو اس چیز پر زور دیتے ہیں کہ عمل کیوں نہیں ہو رہا، اس کا کیا کیا جائے، شریعت بل کا مقصد یہ تھا کہ عدالتوں کو اختیارات دے دیں، لیکن اس پر اعتراض ہو رہا ہے اگر شریعت کا آپ نے عدالتوں کو اختیار دے دیا تو وہ کہتے ہیں کہ آپ نے غلط فیصلہ کیا، تو پھر کیس کس کے پاس جائے گا اپوائنٹ منٹ اتھارٹی تو پریذیڈنٹ ہے، پریذیڈنٹ کوئی بھی آدمی مقرر کر سکتا ہے اور وہ کوئی بھی فیصلہ دے سکتا ہے، پھر آپ گلی کوچوں میں جاکر واچ کرتے رہیں گے کہ کس نے فساد پھیلایا اس کے لئے فوراً تعزیرات پاکستان کو معطل کر کے اس میں امنڈمنٹ کر کے اسلامی دفعات کو شامل کریں، تو بات ختم ہو جائے گی تو یہ مجھے عرض کرنا تھا۔

جناب چیئرمین : بہت شکریہ، جناب محمد علی خاں صاحب، دیگر حضرات جو اس موضوع پر بولنا چاہتے ہیں، مہربانی ہوگی اگر وہ اپنے نام سکیرٹریٹ کو لکھوا دیں۔ جن حضرات نے تقاریر کی ہیں ان کے نام تو میں نے آپ کو گنوا دیئے تھے۔ جناب محمد علی خاں صاحب،

جناب محمد علی خان : جناب چیئرمین صاحب! اگر مجوزہ شریعت بل کا بنظرِ غائر مطالعہ کیا جائے تو یقیناً ہم اس نتیجے پر پہنچیں

گے کہ یہ بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ ملک کی غالب اکثریت وطنِ عزیز میں نظام مصطفیٰ کے نفاذ کی متمنی ہے۔ کیونکہ صرف اور صرف یہی نظام ان کی امنگوں کا ترجمان ہے۔ مسلمانان پاکستان کو اس آیۂ مبارک میں روز ازل کے اس عہد کی یاد دہانی کرائی گئی ہے کہ اگر ہم ان لوگوں کو زمین میں اقتدار اور حکومت دیں گے تو وہ نماز قائم کریں گے زکواۃ دیتے رہیں گے ہر اچھے کام کا حکم دیں گے اور ہر برے کام سے روکیں گے۔

جناب والا! پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے جس کو ہم نے حضرت قائد اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی قیادت میں اسلام کے نام پر قائم کیا تھا ہمیں ایک ایسا خطۂ زمین درکار تھا کہ جس میں ہم اپنے آئین پر اپنا نظامِ حیات چلا سکیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمیں آخر کار وہ خطۂ زمین مل گیا جس کا ہم مطالبہ کر رہے تھے۔ اس کے لیئے برصغیر کے مسلمانوں نے بے انتہا قربانیاں دیں اب اگر ہم نے یہاں پر وہ آئین حیات نافذ نہ کیا جس کے لیئے ہم نے اتنی قربانیاں دی تھیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم سے زیادہ بڑھ کر گناہ گار اور زیاں کار اور کوئی نہ ہوگا۔ ہم نے ایک قوم کی حیثیت سے اپنے آپ کو نظامِ اسلام کے لیئے پابند کر رکھا ہے جس سے اب روگردانی ہمارے لیئے قطعی ناممکن ہے۔ اس ضمن میں یہ ریکارڈ پر موجود ہے کہ بانی پاکستان قائداعظم رحمتہ اللہ علیہ نے پاکستان میں اسلام ہی کی سربلندی اور اسلامی قانون کو من وعن نافذ کرنے کا بار بار اعلان فرمایا تھا۔

جناب والا! عیدالفطر کے موقع پر بمقام بمبئی ۱۹۳۹ء میں انہوں نے فرمایا ”مسلمانو ہمارا پروگرام قرآن پاک میں موجود ہے ہم مسلمانوں پر لازم ہے کہ قرآن پاک کو غور سے پڑھیں اور قرآنی پروگرام کے ہوتے ہوئے مسلم لیگ مسلمانوں کے سامنے کوئی دوسرا پروگرام پیش نہیں کر سکتی“ پھر ۱۹۴۴ء میں بمقام علی گڑھ انہوں نے فرمایا ”راہنمائی

[Mr. Muhammad Ali Khan]

کے لیئے ہمارے پاس اسلام کی عظیم الشان شریعت موجود ہے۔ درخشاں کارنامے، تاریخی کامیابیاں اور روایتیں موجود ہیں۔ اسلام ہر شخص سے یہی امید رکھتا ہے کہ وہ اپنا فرض بجا لائے"۔ ۱۳ جنوری ۱۹۴۸ء کو اسلامیہ کالج پشاور میں اپنے خطاب کے دوران فرمایا "ہم نے پاکستان کا مطالبہ زمین کے ایک ٹکڑے کے لیئے نہیں کیا تھا بلکہ ہم ایک ایسی تجربہ گاہ حاصل کرنا چاہتے تھے جہاں ہم اسلام کے اصولوں کو آزما سکیں"۔ پھر جناب والا! سبی کے مقام پر ۱۴ فروری ۱۹۴۸ء کو قائداعظم نے واضح الفاظ میں اعلان فرمایا "ہماری نجات اس بات میں مضمر ہے کہ ہم ان اقدار کو اپنائیں جو ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری رہنمائی کے لیئے وضع فرمائی تھیں ہمیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو اپنے لیئے مشعل راہ بنانا چاہیئے آیئے ہم پاکستان کی بنیاد ان جمہوری روایات پر استوار کریں جو اسلام کے بنیادی اصولوں سے پوری طرح ہم آہنگ ہوں"۔

مسلمانوں کی یہ انتہا بدقسمتی تھی کہ قیام پاکستان کے فوراً بعد اس کے بانی ہم سے رخصت ہو گئے اور ملک کی قیادت نوکر شاہی نے سنبھال لی۔ لہٰذا اس ملک کی خالق جماعت یعنی مسلم لیگ کو اس ملک کو چلانے کے لیئے کما حقہٗ مواقع فراہم نہیں کیئے گئے۔ جس کی وجہ سے ہم آج تک اس مخمصے میں پھنسے ہوئے ہیں کہ یہاں کب اور کیسے نظام اسلام کا نفاذ ہو۔ چونکہ ابتداء سے لے کر آج تک ایک خلاء چلا آ رہا ہے جس کی وجہ سے ملک کے نظریاتی فلسفے کو شدید ٹھیس پہنچی ہے اور گوناں گوں ازموں کی دلفریب صدائیں سننے میں آئیں یہاں تک کہ سادہ لوح مسلمانوں کو پھانسنے کے لیئے ان آوازوں کے ساتھ اور ان لادینی نعروں کے ساتھ

اسلام کے مقدس نام کو جوڑنے کی ناپاک کوششیں کی گئیں

جناب والا! آج تک بہت سی حکومتیں بدلیں متعدد آئین بنے اور بگڑے لیکن افسوس کی بات ہے کہ اسلامی نظام یعنی قرآن و سنت کے احکامات کا آج تک کسی نے نام تک نہیں لیا لہٰذا جب ہماری شامت اعمال سے اللہ تبارک تعالیٰ ناراض ہوا تو مشرقی پاکستان ہم سے کٹ کر بنگلہ دیش بن گیا۔ ایسے خوفناک سانحہ اور ایسے عظیم نقصان کے بعد تو عقلمندی کا یہ تقاضا تھا کہ پوری قوم اجتماعی طور پر توبہ تائب ہوتی اور آئندہ کے لئے انفرادی طور پر اپنے آپ پر اور پھر اجتماعی طور پر سارے ملک میں قرآن و سنت کا قانون من وعن نافذ کیا جاتا۔ لیکن افسوس کی بات ہے کہ ہم نے الٹے ایک دوسرے پر الزام تراشیاں شروع کر دیں اور "اِدھر ہم اُدھر تم"، کا نعرہ لگانے والے حکومت کے مالک بن بیٹھے اور پھر اسلام کے نام پر اس بنے ہوئے وطنِ عزیز میں اسلام اور اسلام کے نام لیواؤں کے ساتھ جو سلوک کیا گیا وہ جناب والا! محتاجِ بیان نہیں۔ آخر کار اس گئے گزرے دور میں بھی لوگوں نے لادینی نعروں سے تنگ آکر نظام مصطفےٰ کی تحریک چلائی جو کہ مارشل لاء پر ختم ہوئی اس وقت ملک کی تاریخ میں پہلی بار حکومت کی طرف سے یہ اعلان کیا گیا کہ اس ملک میں نظام اسلام کا قانون رائج کیا جائے گا یہ مژدہ سن کر اسلامیان پاکستان کے چہرے دمک اٹھے لیکن بہت افسوس کی بات ہے کہ اسلامی قوانین کے ادھورے نفاذ اور نوکر شاہی کے عدم تعاون اور کام کی سست رفتاری کی وجہ سے اس میں کوئی خاطر خواہ پیش رفت نہ ہو سکی اور چاروں طرف مایوسی ہی مایوسی پھیل گئی۔

جناب والا! صورتِ حال اب بھی تشویشناک ہے ہندوستان ہمارے خلاف جنگ کی تیاریوں میں مصروف ہے اور ہم پر حملہ کرنے کے بہانے ڈھونڈ رہا ہے انہوں نے پاکستان دشمن پالیسی کو

[Mr. Muhammad Ali Khan]

اپنائے رکھا ہے دوسری طرف افغانستان پر روس کا عملاً قبضہ ہو چکا ہے اور ہماری بار بار فضائی خلاف ورزی کر کے وہ جنگ کا نقارہ بجا رہا ہے۔ ایسے وقت میں اللہ تبارک تعالیٰ کی مدد کے سوا ہمارے لئے کوئی جائے پناہ نہیں ہے۔ بلکہ میں تو سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی مدد اس کے دین کی نصرت کرنے سے حاصل ہوتی جیسا کہ ارشاد ہوا ہے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کے دین کی امداد یعنی اس کا نفاذ اور اشاعت کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد فرمائے گا۔ اور تمہارے قدم جمائے گا۔ اندریں حالات اسلام کے نفاذ ہی میں ہماری بقا ہے۔ بقولِ شخصے :

زندگی آمد برائے بندگی

زندگی بے بندگی شرمندگی

جناب والا! جب تک ہم اپنے اس ملک میں خود مختار نہ تھے تو ہمیں یقیناً ایک باطل قانون کو گوارہ کرنا پڑا جس سے ہم کسی حد تک بری الذمہ ہو سکتے ہیں لیکن آج جب کہ خداوند تعالیٰ کے فضل و کرم سے مکمل اختیارات ہمارے اپنے ہاتھ میں ہیں تو اگر ہم جان بوجھ کر اسلامی قانون کی جگہ کوئی دوسرا قانون اس ملک میں جاری کرنے کی کوشش کریں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم من حیث القوم بالارادہ مرتد ہونگے اور اگر ہم نے اپنے طرز زندگی کو یا اپنے ضابطہ حیات کو شریعت اسلامی کے سانچے میں مکمل طور پر ڈھالا تو یقیناً اللہ تعالیٰ کی مرضی و منشائ پوری ہو جائے گی جس کے بارے میں خداوند تعالیٰ نے قرآن پاک میں یوں فرمایا ہے :۔

"اے ایمان والو اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کی پیروی مت کرو۔"

اور پھر کہا کہ "یہ پورے طور پر مومن نہیں ہو سکتے جب تک وہ اپنے مابین مقدمات اور تنازعات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ نہ کرائیں اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے پر اپنے دلوں میں ذرا بھر تنگی

محسوس نہ کریں اور پھر اس فیصلے کو پورے طور پر برضا و رغبت تسلیم کریں"۔ اسی طرح جنابِ والا! سورۂ مائدہ میں تین جگہ فرمایا گیا ہے جو لوگ قرآن پاک کے قوانین کے مطابق فیصلہ نہیں کریں گے تو نمبر ۱ وہ کافر ہیں نمبر ۲ وہ ظالم ہیں اور تیسری جگہ فرمایا گیا ہے کہ وہ فاسق ہیں۔ لہٰذا مسلمانوں پر یہ لازم ہے کہ اپنے معاملات زندگی کو قانونِ خداوندی کے سانچے میں ڈھالیں یہ ممکن نہیں کہ کوئی مسلم سوسائٹی اپنے بنیادی معاہدے کو توڑ کر کوئی دوسرا راستہ اختیار کرے کیونکہ جب وہ اپنے لیئے دوسرا ضابطہ حیات مقرر کرے گا تو وہ معاہدہ خود بخود ٹوٹ جائے گا اور وہ سوسائٹی مسلم سوسائٹی نہیں رہے گی۔ بلکہ ایک غیر مسلم سوسائٹی بن جائے گی آخر ایک مسلمان ملک میں اسلامی قانون کیوں ملکی قانون قرار نہ پائے۔ جنابِ والا! مغرب کا مشہور مفکر اور نقاد برنارڈ شاہ رقم طراز ہے کہ اگر دنیا امن و سکون کی متلاشی ہے تو وہ صرف حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بتائے ہوئے قانون کو اختیار کرے۔ مسلمانانِ پاکستان میں قدرِ مشترک صرف اسلام ہے اگر اس کو پس پشت ڈالا گیا اور اس ضمن میں کوئی ٹھوس قدم اٹھایا نہ گیا اور وہ بھی بروقت نہ اٹھایا گیا تو میں سمجھتا ہوں کہ ہماری موجودہ وحدت کو لامتناہی نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔

جس طرح میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ یہ بل بہت ہی اہمیت کا حامل ہے لہٰذا اس ضمن میں جن صائب الرائے اصحاب نے اپنی تجاویز بھیجی ہیں ہمیں چاہیے کہ ان کو یکسر نظر انداز نہ کریں بلکہ ان پر غور و فکر کریں تاکہ اس بل میں کسی قسم کا سقم باقی نہ رہے اور یہ سب مکاتب فکر کے لیئے نہ صرف قابلِ قبول بلکہ قابلِ عمل بھی ہو۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر بالفرضِ محال یہ بل موجودہ صورت اور ہیئت میں ہم نے پاس کرالیا تو پھر خدانخواستہ ملک اندرونی طور پر خلفشار کا شکار ہو جائے گا اور ہمارے بیرونی دشمن اس تاک میں بیٹھے ہوئے ہیں کہ یہاں جب بھی گڑبڑ

[Mr. Muhammad Ali Khan]

ہو تو وہ اندر آئیں ۔ اس طرح ہم ان کے آنے کی راہیں ہموار کر لیں گے۔ جناب والا! باہمی چپقلش کی وجہ سے ہم ملک کا ایک حصّہ کھو بیٹھے ہیں اب اس میں مزید کوئی گنجائش باقی نہیں ہے ۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ موشگافیاں چھوڑ کر ہم ایک ایسا شریعت بل پاس کریں جو قرآن و سنت پر مبنی ہو تاکہ وہ جملہ اسلامیان پاکستان کے لیئے نہ صرف قابلِ قبول ہو بلکہ قابلِ عمل بھی ہو لہٰذا اس مجوزہ بل کے محرکین کی خدمت میں التماس ہے:

چند قطروں سے میری پیاس بجھا دے ساقی
اب خدا کے لیئے منصوبۂ دریا نہ بنا

میں علمائے کرام کی خدمت میں یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ وہ گروہی اور فروعی اختلافات بالائے طاق رکھ کر وطن عزیز میں قرآن و سنت کے قوانین کی بالادستی کے لیئے ایک پلیٹ فارم پر متحد ہو جائیں میں سمجھتا ہوں کہ ہماری اور ہمارے وطن عزیز کی بقا و سلامتی صرف اسی میں ہے کہ جو وعدہ ہم نے خداوند تعالیٰ سے ۱۹۴۷ء میں کیا تھا اس کا ایفا کریں۔ ہمیں ۳۹ سال سے مہلت مل رہی ہے ۔ ایسا نہ ہو کہ یہ مہلت ختم ہو جائے اور اس کے ساتھ ہماری تباہی شروع ہو جائے۔

آخر میں میں جناب والا! ایک بات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ اس معزز ایوان کے ایک ممبر نے اپنی تقریر کے دوران ملکی زمین دار برادری پر نازیبا الفاظ میں الزام تراشی کی ہے جہاں تک مجھے یاد ہے ان کے الفاظ یوں تھے ”وڈیرے اور جاگیردار اس ملک میں نفاذ اسلام کے خلاف ہیں اور وہ اس شریعت بل کے بھی مخالف ہیں۔،، ان کی خدمت میں مجھے صرف یہی مودّبانہ عرض کرنا ہے:

ہم کو مجبور عرض دل نہ کرو ۔ بات بڑھ جائے گی اگر بولے

جناب والا! زمیندار برادری ملک کے ہر طبقے سے زیادہ متقی و

پرہیز گار واقع ہوئی ہے جتنا خوف خدا وندی ان کے قلوب میں ہے میں سمجھتا ہوں کہ اتنی خشیت الٰہی کسی اور کے دل میں نہیں ہو سکتی کیونکہ ان کے کھیت ان کے ایسے کارخانے ہیں جن کے اوپر کوئی چھت نہیں ہوتی وہ ہمہ وقت آفات ارضی و سماوی کی زد میں ہوتے ہیں جس کی وجہ سے وہ ہر وقت خداوند تعالیٰ کو یاد کرتے رہتے ہیں۔ ایسے بچارے بے جان اور بے زبان طبقے کو موردالزام ٹھہرانا کم از کم میرے خیال میں مردانگی نہیں ہے۔ بقول شخصے

لطف جب ہے شمع پروانوں کو بخشے زندگی

بے زبانوں کو جلا دینا تو کوئی مشکل نہیں۔

دراصل شریعت کے نفاذ کی مخالفت تو علمائے کرام کر رہے ہیں اس ضمن میں آئے دن ان کے بیانات اخبارات میں آتے رہتے ہیں اور جناب والا! یہ وہی لوگ ہیں جن کی اکثریت نے پاکستان کی مخالفت کی تھی اور ان میں سے آج بھی بہت سے اپنے اس پرانے موقف پر قائم ہیں اگر آج انہیں یہ کہا جائے یا انہیں کھلی چھٹی دے دی جائے کہ تمہیں پاکستان چاہیے یا اکھنڈ بھارت۔ تو یقیناً وہ اکھنڈ بھارت کے حق میں ووٹ دیں گے۔ ان کو تو میرا یہی جواب ہے:

تو نے شہر وفا کو چھوڑا ہے

ہم کریں گے تیری گلی سے گریز

جناب والا! رہی بات جاگیرداری کی۔ تو میں بلا خوفِ تردید کہتا ہوں کہ صوبہ سرحد میں کوئی جاگیر نہیں ہے۔ افغان بادشاہوں اور مغل حکمرانوں نے بھی اپنے اپنے وقت کے خوانین کو ان کے علاقہ جات کا مالیہ معاف کیا تھا۔ کیونکہ صوبہ سرحد میں سرکاری زمین سرے سے تھی ہی نہیں وہ ساری ملکیت قبائل کی ہے اور قبائل نے اسے آپس میں تقسیم کر رکھا تھا اور پھر قبائل نے اپنے سرداروں اور خوانین کو

[Mr. Muhammad Ali Khan]

زیادہ زمین دی تھی کیونکہ وہ لشکر پالتے تھے جب انگریز نے تسلط جمایا تو انہوں نے بھی وہی پرانی چیز اٹھائی لیکن انہوں نے مالیا معاف کرنے کی بجائے نقد جاگیریں دینا شروع کیں۔ جناب والا! اگر آپ کو یاد ہو کہ ۱۹۵۰ء یا ۱۹۵۱ء میں وہ جاگیریں ختم کی گئیں۔ لہٰذا اب تو صوبہ سرحد میں جاگیرداری کا سوال ہی باقی نہیں رہا۔ پھر اس کے بعد پے درپے تین زرعی اصلاحات ہوئیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آٹھ ہزار یونٹ میں میں آج تن ڈھانپنے کے لئے کپڑا اور کھانے کے لیئے روٹی تک میسر نہیں۔ صرف گزارے کی بات ہے، جناب والا! تاریخ شاہد ہے کہ ان لوگوں نے جن کو جاگیردار کہا جاتا ہے، یعنی ان خوانین سرحد نے اعلائے کلمتہ الحق کے لیئے ہمیشہ میدان کارزار میں اپنا نام بنایا ہے جب اکبر نے دین الٰہی شروع کیا تو سب سے پہلے خوانین یوسف زئی نے بادشاہ کے خلاف علم جہاد بلند کیا ان کی سرکوبی کیلئے بیربل کو بھیجا گیا، جس کو شکست فاش ہوئی اور ڈگر کے مقام پر وہ قتل ہوا ابھی حال ہی میں ۱۹۴۰ء میں اس کی ڈھال، ایک آدمی کے گھر میں تھی جس نے وہ ڈھال ایک ہندو دکاندار کے ہاتھ دو سو روپے میں بیچی، بیربل کے بعد زین خان کو بھیجا گیا اس کو بھی منہ کی کھانی پڑی اور واپس اٹک کے قلعے کی طرف اس کو بھاگنا پڑا، اس طرح جناب والا! احمد شاہ بابا کے ساتھ یہی لوگ پانی پت گئے اور مرہٹہ پیشوا کا لڑکا جو مرہٹوں کے لشکر کا سپہ سالار تھا اس کے ساتھ ایک لاکھ مرہٹہ فوج تھی اس کے لشکر کو صوبہ سرحد کے خوانین کے لشکر نے ایک دن میں قتل کیا۔ لیکن عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ جب تلوار کے ساتھ قلم نہ ہو تو تلوار کے کارنامے لوگ بھول جاتے ہیں۔ جناب والا! ہم خوش قسمتی سے اہل سیف نہیں ہیں اور بدقسمتی سے قلم ہمارے ہاتھ میں نہیں ہے۔ ہماری تاریخیں ان لوگوں نے لکھی ہیں جو دلی اور لکھنو میں بیٹھے ہوتے تھے، جب مولانا محمد حسین آزاد نے اس تیسری پانی پت کی لڑائی کے بارے میں قلم اٹھایا

تو یوں رقم طراز ہوئے اور اپنے زمانے میں وہ نثر کے شہنشاہ تصور کیے جاتے تھے، تو وہ لکھتے ہیں کہ افغانوں کی یلغار کے سامنے مرہٹے، مر مر کر ہٹے، اس سے زیادہ ظلم جناب والا! اور کوئی نہیں کر سکتا، چاہیے تو یہ وہ لکھتے کہ جب افغانوں نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا تو مرہٹے دم دبا کر بھاگ گئے، جناب والا! ایک لاکھ آدمیوں کو ایک دن میں قتل کرنا اور وہ بھی اس زمانے میں جب کلاشنکوف وغیرہ نہیں تھے، تلوار کی بات تھی کوئی آسان کام نہیں تھا، اور اس کے بعد انہوں نے ہزارہا کی تعداد میں ان مرہٹوں کو پکڑ کر غلام بنا لیا آج بھی اس کا ثبوت مردان میں آپ کو مل سکے گا، محلے کے محلے جن کو محلہ غلاماں کہتے ہیں آج بھی ہمارے ہاں موجود ہیں۔ اور بعض خوانین نے ان کے لیئے باقاعدہ جدا گاؤں بنائے ہیں، اب بھی طورو کے میرے میں ایک گاؤں ہے جس کو اب تک اسی نام سے یعنی مرہٹہ کے نام سے پکارا جاتا ہے تو یہی وہ کارنامے تھے جو ان لوگوں نے کیئے وہ کیسے شریعت بل کی مخالفت کر سکتے ہیں۔

جناب والا! پھر سکھوں کے ساتھ ۹ سال یہ لوگ لڑے حالانکہ سکھوں کے پاس فرینچ فیلڈ گنز تھیں اور ہمارے پاس چقماق کی بندوقیں لیکن سکھ عملداری کو ہم نے کسی حالت میں بھی قبول نہیں کیا۔ پھر سید صاحب کا ساتھ دیا اس کے بعد جناب والا! جب عبدالغفار خان نے تحریک چلائی تو سارے اس کے ساتھ ہو گئے اور ۱۹۳۰ء میں سارے صوبہ سرحد کو ہلا کر رکھ دیا۔ لیکن جب عبدالغفار خان نے کانگرس میں شمولیت اختیار کی تو یہ لوگ ان سے بددل ہو کر پیچھے ہٹ گئے اور پھر تحریک پاکستان میں جو کارہائے نمایاں ان لوگوں نے کیئے ہیں وہ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری پاکستان کی تاریخ کا ایک زرین باب ہے تو ایسے لوگ دین الہیٰ کے نفاذ میں کیسے روڑے اٹکائیں گے، کیسی مخالفت کریں گے شریعت بل کی، جناب والا! میں خود، جیسے آپ کو بھی علم ہے

[Mr. Muhammad Ali Khan]

کہ تاریخ پاکستان کا ایک ادنیٰ ترین سپاہی ہوں جس پر مجھے فخر ہے، میں بہت گنہگار آدمی ہوں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ اللہ تبارک تعالیٰ اگر مجھے معاف کرے گا تو ایسی بات پر کہ میں نے پاکستان بننے میں اپنا کردار ادا کیا ہے حالانکہ اس وقت بڑے بڑے علمائے نے پاکستان کی تحریک کی اور پاکستان کی مخالفت کی اور آج بھی وہی لوگ اس شریعت بل کی مخالفت میں پیش پیش ہیں۔ جناب والا! چونکہ اس ملک کے بنانے میں میرا حصہ ہے تو as a freedom fighter میں اس بات کا یقیناً متمنی ہوں کہ یہاں شریعت کا قانون جاری کیا جائے اور میں کوشش کروں گا کہ یہی ہو اور میری یہ کوشش تا حیات جاری رہے گی۔

کشتی میری رہے گی تلاطم کی گود میں
ساحل بنا کے چھوڑوں گا آخر بھنور کو میں

میری دلی دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ سینیٹ کے جملہ ممبران کو یہ توفیق عطا فرمائے کہ وہ اس ملک میں ایک ایسا شریعت بل منظور کریں جو ملک میں جملہ مکاتب فکر کے لوگوں کے لیئے قابل قبول ہو وآخر دعوانا ان الحمد اللہ رب العالمین۔

جناب چیئرمین: شکریہ، جناب نوابزادہ عنایت خان صاحب۔

نوابزادہ عنایت خان: بسم اللہ الرحمن الرحیم، لا الہ الااللہ محمد الرسول اللہ .... (مداخلت)

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: گزارش یہ ہے کہ اس وقت ایک اہم مسئلہ ہے۔ اور شریعت بل پیش ہے اور بحث ہو رہی ہے تو وزیر محترم جو متعلقہ ہیں کیا ان کی طرف سے کیا نوٹس لے سجا رہے ہیں، کم از کم مذہبی امور کے وزیر کو یہاں رہنا چاہیئے تھا کہ وہ اس اہم بل کے متعلق نوٹس لیتے اور ممبران کی تجاویز کو نوٹ کرتے، اگر وزیر مذہبی امور کا کوئی اور متبادل ہے تو وہ اس فریضے کو انجام دے۔

جناب چیئرمین: یہ امر مجبوری جیسے پہلے عرض کیا گیا تھا آج وہ موجود نہیں ہیں لیکن باقی وزراء یہاں پر موجود ہیں جو کہ یہ نوٹس لیں گے اور ان کو پہنچا

دیں گے ۔ جناب عنایت خان صاحب ۔

نوابزادہ عنایت خان : جناب چیئرمین ! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا کہ میں اپنے خیالات کا اظہار کر سکوں، سب سے پہلے میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ کے سامنے عرض کروں کہ جو بل قاضی لطیف صاحب اور مولانا سمیع الحق صاحب نے پیش کیا ہے ..... (مداخلت)

مولانا کوثر نیازی : پوائنٹ آف آرڈر ۔ کورم نہیں ہے ۔

جناب چیئرمین : کورم نہیں ہے گن لیں، پھر زنجیر کو ہلانا پڑے گا ۔

مولانا کوثر نیازی : شریعت بل جب پیش ہوتا ہے حکومت کورم توڑ دیتی ہے ۔

جناب چیئرمین : میرے خیال میں شریعت بل پر بحث کے مقابلے میں چائے کا شوق ذرا زیادہ ہے ۔

(کورم کے لئے گھنٹی بجائی گئی)

جناب چیئرمین : اب میرے خیال میں کورم ہو گیا ہے، ممبران تشریف لے آئے ہیں، جناب عنایت خان صاحب ۔

نوابزادہ عنایت خان : بسم اللہ الرحمن الرحیم لا الہ اللہ محمد الرسول اللہ، جناب چیئرمین صاحب ! میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا کہ میں اس شریعت بل پر اپنے خیالات کا اظہار کر سکوں ، جناب والا ! جو بل قاضی لطیف صاحب اور مولانا سمیع الحق صاحب نے ایوان میں پیش کیا ہے میرے خیال میں اس کی مخالفت کوئی مسلمان بھی نہیں کر سکتا یہ ہمارے ممبر صاحبان تو صحیح مسلمان ہیں اس میں کوئی شک نہیں ہے صرف اس میں ایک سوال ہے اگر وہ ہم اس وقت ظاہر نہ کریں تو خود اپنے ساتھ بھی ہم ایک قسم کی غداری کریں گے، اور وہ یہ ہے کہ ہمارا خداوند تعالیٰ جو ہے وہ رب العالمین ہے، رب المسلمین نہیں ہے ، اسی طریقے پر ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ رحمت العلمین ہیں وہ رحمت المسلمین نہیں ہیں، اسی طریقے پر جو ہمارا قرآن ہے وہ تمام دنیا کے لئے آیا ہے ایک آدمی کے لئے نہیں آیا ہے تو ہمارے مذہب میں اتنی وسعت ہے کہ اس کا اندازہ ہی نہیں، دوسرے مذاہب میں اتنی وسعت نہیں ہے جتنی کہ اسلام میں ہے ۔

[Nawabzada Inayat Khan]

اس وقت ہم مسلمان ہو کر تنگ نظری سے کام لے رہے ہیں اور اس وقت جو ہم خوار ہیں یا گر رہے ہیں، صرف اس تنگ نظری کی وجہ سے ہو رہے ہیں، میں اتنا بڑا عالم بھی نہیں اور نہ مجھے اتنی سمجھ ہے کہ میں مذہبی امور پر قاضی لطیف صاحب یا سمیع الحق صاحب کے ساتھ بحث کر سکوں۔ لیکن ہمارے ممبران نے جو تقاریر کیں اس سے ہم نے کچھ اخذ کیا اور گورنمنٹ کا جو اس پر ردِ عمل ہے اور ہم یہ محسوس کر رہے ہیں، کہ قاضی لطیف صاحب یا سمیع الحق صاحب جنہوں نے یہ بل پیش کیا ہے ان میں کیوں اتنی لچک پیدا نہیں ہوتی ہے کہ وہ آ کر بیٹھ جائیں اور گورنمنٹ کی طرف سے اس میں اگر اچھی امنڈمنٹس آ رہی ہیں تو ان کو قبول کر لیں اور اس بل کو آگے بڑھنے دیں تاکہ یہ جلدی ختم ہو جائے، میرے خیال میں ہماری طرف سے اس میں کوئی کوتاہی نہیں ہے اس کی صرف اور صرف وجہ یہ ہے اور جو الزام آتا ہے وہ ہمارے مولوی صاحبان پر آتا ہے کہ وہ تنگ نظری سے کام لے رہے ہیں۔ ان کا یہ خیال ہے کہ جو کچھ ہم نے پیش کیا ہے یہی پاس ہو جائے۔ یہ اسلام ہے اور یہ بھی ٹھیک ہے کہ ہم مسلمان ہیں اور ہم اسلام کو مانتے ہیں۔ اسلام سے ہمیں کوئی انکار نہیں ہے۔ ان سے زیادہ ہم دل سے چاہتے ہیں، ہم اسی اسلام کی وجہ سے تو زندہ ہیں پاکستان جو بنا ہے وہ صرف اسلام کی وجہ سے بنا ہے کیونکہ ہم نے اسلام کا نعرہ لگایا اور پاکستان وجود میں آ گیا، اسی طریقے سے اس دن ہمارے مولانا کوثر نیازی صاحب کہہ رہے تھے کہ اسلام آباد میں نفسیات کے مریض بہت زیادہ ہو گئے ہیں وہ بھی اس لئے کہ انہوں نے اسلام کو چھوڑا ہے اگر اسلام پر آ جائیں تو کوئی نفسیاتی بیماری نہیں ہوتی ہے اس لئے کہ اسلام میں اعتقاد ہے اسلام میں یقین محکم ہے، اسلام میں وہ ارادہ ہے کہ اس سے انسان چل سکتا ہے آپ سب کے سامنے افغانستان میں ایک سپر پاور نے جو ہار مان لی ہے۔ صرف افغان لوگوں نے اس کو ہار نہیں دی یہ اسلام نے دی ہے۔ کیونکہ ایک طرف اسلام تھا اور دوسری طرف دنیا کی طاقت تھی۔ ہمارا ایمان ہے کہ اسلام کی طاقت سب سے اچھی ہے اور مضبوط ہے اور انہوں نے

(مجاہدوں) ثابت کر کے دکھایا ان (مجاہدین) کے پاس بندوق تھی اور ان کے پاس ایٹم بم تھا۔ ان کے پاس زہریلے بم تھے۔ ان (مجاہدین) کے پاس کوئی چیز نہیں تھی، ان (مجاہدین) کے پاس صرف لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ تھا اور ان (روسیوں) کو شکست ہو گئی یہ آپ کے سامنے ہے۔

میری تجویز یہ ہے کہ گورنمنٹ کی طرف سے اگر اچھی اچھی امنڈمنٹس آتی ہیں تو یہ قبول کر لیں اور ساتھ ایک کمیٹی بنا لیں جس میں تمام نظریات کے علماء ہوں، شیعہ فرقہ کے ہوں، دوسرے ہوں، تیسرے ہوں، سب بیٹھ کر اپنے آپ سے یہ تعصب نکال دیں اور فراخدلانہ طریقے سے ایک فارمولا بنا لیں اور وہ ایوان میں پیش کریں۔ میرے خیال میں دو منٹ بھی نہیں لگیں گے سب ہم ہاتھ اٹھائیں گے کہ ہمیں منظور ہے۔ لیکن تنگ نظری سے یہ کام لے رہے ہیں، ہم نہیں لے رہے، ہم ان کے ساتھ ہیں اور ہمیں منظور ہے، لیکن کم از کم ایسی چیز ہو، جو تمام پبلک کو تمام فرقوں کو قبول ہو، اس لئے کہ قرآن و حدیث یہ تو اوپر سے آئے ہیں، لیکن نیچے جو اصول بنائے گئے ہیں وہ تو ہمارے خلفائے راشدین نے بنائے ہیں وہ تمام فرقوں کے لئے بنائے ہیں، کیوں ہم آج ان کو رائج نہ کریں۔ میری عرض یہ ہے کہ اس میں ہمارے جو مولانا عبداللطیف صاحب ہیں، دوسرے (سمیع الحق) ہیں یا کوئی تیسرا ہے وہ ان کے ساتھ اتفاق کر لیں اور جلدی سے جلدی اس میں امنڈمنٹ کر لیں اور یہ بل پاس ہو جائے۔ تھینک یو ویری مچ سر۔

جناب چیئرمین: کوئی اور صاحب آج بولنے والے ہیں؟

Mr. Javed Jabbar : Mr. Chairman, I don't want to disrupt the debate but I think the subject is far too substantive not to call your attention once again to the quroum because it is again broken and unless the Justice Minister or the Minister for Religious Affairs really participates in this first reading how can we do justice to such an important Bill ? How can we proceed with this ?

میاں محمد یٰسین خان وٹو : آپ کی اجازت ہو تو میں جسٹس منسٹر صاحب کے بارے میں کچھ بتانا چاہتا ہوں، جناب والا! انہوں نے سات بجے والی فلائٹ پر آنا تھا، لاہور سے، وہ فلائٹ لیٹ ہو گئی، ساڑھے دس بجے کا وقت دیا گیا تھا لیکن ابھی میں نے پتہ کرایا تو وہ فلائٹ اب ڈیڑھ بجے آنے والی ہے یا وہاں سے چلے گی، جس وجہ سے یہ دقت پیش آ گئی ہے میرے خیال میں یہ قدرت کے ہاتھ میں معاملہ تھا اس میں کسی کی کوتاہی نہیں ہے اتفاق سے ان کو دیر ہو گئی ہے۔

Mr. Chairman : Senator Jabbar is right we lack a qourum and if this is the sense of the House we can postpone it to some other day.

Mr. Javed Jabbar : We have to Sir.

جناب محمد یٰسین خان وٹو : جی ہاں ٹھیک ہے جناب۔

that would solve the problem.

Mr. Chairman : Then what time do we meet tomorrow ?

Mr. Chairman : At 10.00 O'Clock in the morning ?

Mr. Ahmad Mian Soomro : For the same business Sir.

Mr. Chairman : Official business.

Mr. Javed Jabbar : But Sir, will the privilege motions........ ?

Mr. Chairman : Of course whatever is pending today will be carried to the next day.

Mr. Javed Jabbar : Right Sir, thank you.

Mr. Ahmad Mian Soomro : Sir, may I request that my motion be taken on 26th Sir, as certain court hearings are before....

Mr. Chairman : The privilege motion you mean ?

Mr. Ahmad Mian Soomro : Yes Sir. On 26th.

Mr. Chairman : Right we will note this down.

Mr. Ahmad Mian Soomro : Thank you Sir.

Mr. Chairman : Well, the session is adjourned to meet again tomorrow at ten. Thank you.

[The House adjourned to meet again at ten of the clock in the morning on Monday, January 19, 1987].

PCPPI—2196(87) Senate—20-11-89—300.